حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی

ایک ادارہ، ایک تحریک

محمد سعید عبداللہ قادری

داتا گنج بخش اکیڈمی لاہور

○ ایک ادارہ

○ ایک تحریک

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

سید محمد عبداللہ قادری

○

داتا گنج بخش اکیڈمی
ہمایوں سٹریٹ بلال گنج لاہور

نام کتاب ——— ایک ادارہ ایک تحریک

مصنف ——— حکیم محمد موسیٰ امرتسری
سید محمد عبداللہ قادری

ناشر ——— میاں زبیر احمد قادری ضیائی

طبع اول ——— یکم جنوری ۱۹۹۱ء

خطاط ——— حاجی محمد اعظم منور رقم

مطبع ——— حامد جمیل پرنٹرز۔ لاہور

قیمت : ۳۰ روپے

ملنے کا پتا

داتا گنج بخش اکیڈمی

صدام منزل ہمایوں سٹریٹ۔ گلی نمبر ۱ بلال گنج لاہور

انتساب

ابّا حضور قبلہ سیّد نور محمّد قادری صاحب زید مجدہٗ

کے نام

ابوالمسعود۔ سیّد محمد عبداللہ قادری

عکسِ نوادر

فہرست

صفحہ

عرضِ حال

حکیم اہل سنّت الحاج حکیم **محمد موسیٰ** صاحب امرتسری مدظلہ العالی بیک وقت۔ ادیب ہیں۔ نقاد ہیں۔ محقق ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مبلّغ اسلام ہیں۔ آپکی علمی دینی خدمات اربابِ علم و دانش کی نظر میں بڑی قابلِ قدر اور رفیع ہیں۔

میرے مکرم و معظم والدِ ماجد جناب سیّد نور محمد قادری قبلہ سے حکیم صاحب کے مخلصانہ مراسم ہیں۔ مجھے ستمبر ۱۹۸۱ء تا نومبر ۱۹۸۳ء حکیم صاحب کی خدمت میں رہنے کا موقع یوں ملا کہ بسلسلہ ملازمت میرا تبادلہ لاہور میں ہوگیا تھا۔ اس عرصہ میں حکیم صاحب نے میرے ساتھ جس شفقت، محبت اور رواداری کا سلوک فرمایا اس کے خوشگوار اثرات میرے دِل و دماغ پر ہمیشہ نقش رہیں گے۔ حکیم صاحب کے ہاں قیام کے دوران مجھے اُن کی زندگی کے ہر پہلو کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے اور اُن کی فیض رساں شخصیت سے میں نے بہت استفادہ کیا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ جہاں حکیم صاحب کے مختصر سوانح و حالات پر مشتمل ہے وہاں اس میں وہ واقعات بھی شامل ہیں جن کا مَیں نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے حکیم صاحب کی خدمت اقدس میں یہ چند اوراق بطور ہدیۂ عقیدت و ارادت پیش کئے جا رہے ہیں جبکہ ان کی عظیم شخصیت کے لئے ایک ضخیم دفتر درکار ہے۔ باوجود اس کے مَیں امید کرتا ہوں کہ میری یہ مختصر سی کاوش اہل علم حضرات سے ضرور داد تحسین وصول کرے گی اور اُن کے ذی علم دوستوں کو اس موضوع پر کام کرنے کی طرف متوجہ کرے گی۔

اِس کتابچہ کی تیاری میں میرے والدِ محترم کے علاوہ جناب شیخ الادب ڈاکٹر

پیر محمد حسن زید مجدہ (راولپنڈی) ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد (کراچی) علامہ اقبال احمد فاروقی (لاہور) مورخ لاہور جناب میاں محمد دین کلیم قادری مرحوم (لاہور) محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) کا میں ممنون ہوں کہ انہوں نے میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حکیم صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات ارسال فرمائے اور اس امر کا اظہار کر دینا بھی از بس ناگزیر ہے کہ محترم و مکرم جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ مہر و ماہ لاہور نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوصف "پیش لفظ" بھی لکھا اور مسودہ میں جو کمی رہ گئی تھی مزید اضافے کر کے اُسے کافی حد تک پورا کر دیا ہے میں اُن کی اس کرم فرمائی پر سراپا سپاس ہوں۔

آخر میں بطور خاص میں اپنے والدِ گرامی سیّد نور محمد قادری زید مجدہ کا تہِ دل سے ممنون ہوں کہ جن کی راہنمائی میں یہ کتابچہ مکمل ہُوا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ ہما پایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

ابوالمسعود سید محمد عبداللہ قادری
چک نمبر ۱۵ شمالی۔ ڈاک خانہ چک نمبر ۵
تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

۱۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مجبی سیّد محمد عبداللہ قادری صاحب پاکستان کے نامور محقق، مصنف و مقالہ نگار جناب سیّد نور محمد قادری کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ انہوں نے لکھنے پڑھنے کا ذوق وراثت میں پایا ہے اور وہ متعدد مضامین و مقالات لکھ کر مختلف جرائد و رسائل میں شائع کروا چکے ہیں جنہیں اربابِ علم و دانش نے نظرِ استحسان دیکھا ہے۔ سیّد صاحب عرصہ دو سال تک ہمارے فاضل دوست حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے بہت قریب رہے اور ان کو حکیم صاحب کے نادر کتب خانے سے مستفید ہونے کا موقع ملا ہے۔ لہٰذا وہ جناب محترم حکیم صاحب پر ایک اچھا مقالہ لکھنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

حکیم صاحب کو میں عرصہ چالیس سال سے نہ صرف جانتا ہوں بلکہ میری اُن سے ایسی بے لوث رفاقت ہے جو باہمی اعتماد و ہم آہنگی اور اتفاق و اتحاد کا ایک مثالی امتزاج ہے۔ وہ علمی ادبی دینی اور روحانی حلقوں میں نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور وہ اپنی ناقابلِ فراموش علمی خدمات کے باعث کسی تعریف و تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔

فاضل مرتب نے اس مختصر سی تالیف میں اپنے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں حکیم صاحب موصوف کے خیالات و نظریات، علمی خدمات، جذبات و احساسات، سیرت و کردار اور عادات و خصائل کو جس حسن و خوبی سے مجتمع و یکجا کرنے کی کاوش کی ہے وہ لائقِ تحسین و ستائش ہے۔ اسکا حاصلِ مطالعہ یہ ہے کہ حکیم صاحب سے متعلق اس حقیقت کا بلا مبالغہ اعتراف کیا جا سکتا ہے کہ وہ برِصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم دانشور، صوفی باصفا اور ایک عہد آفریں

شخصیت ہیں۔ قطع نظر اس سے حکمت و طبابت میں بھی وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خدمت خلق کا لازوال جذبہ آپ کی خاندانی روایت ہے۔ دکھی انسانیت سے پُرخلوص احساسِ ہمدردی آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ان حقائق و شواہد کی رُو سے انہیں خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاس کی منہ بولتی تصویر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

میں قادری صاحب کی اس شاندار کاوش پر انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ ربِّ قدیر انہیں ایسے صالحین کے نقشِ قدم پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے آمین!

حکیم صاحب پر متعدد اربابِ علم تحقیقی مقالات و مضامین لکھ چکے ہیں۔ مورخ لاہور میاں محمد دین کلیم مرحوم۔ میاں محمد صادق قصوری۔ مشہور ادیب خواجہ رضی حیدر صاحب اور میاں محبوب الٰہی انجینیر کے مضامین طبع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر چودھری محمد صدیق گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور اور سید عارف محمود مہجور رضوی (گجرات) کے مقالات نہایت وقیع ہونے کے باوجود ہنوز منتظرِ طباعت ہیں۔ جناب صاجزادہ میاں زبیر احمد قادری کی توجہ سے یہ نادر مقالات بھی بہت جلد زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائیں گے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ!

لاہور

۹ نومبر ۱۹۹۰ء

ابوالطاہر فدا حسین فدا

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ مہر و ماہ لاہور

جیہڑا چار گھڑیاں بیٹھا کول اُوہدے آخر کار راہ مُنناں پیا اوہنوں

ایس چوڈھویں صدی وِچ فضلؔ ورگے کدھرے ہین وِرلے اللہ لوک مِلدے

پیر فضل حُسین فضلؔ گجراتی

یہ دواخانہ ۳۶ سال سے پبلک کی خدمت کر رہا ہے

ھو الشافی

ھو الکافی

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ

فقیری یونانی دواخانہ امرتسر

سنہ ۱۹۲۷ء

کی

۱۹۲۸ء

فہرست ادویات

جو

حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی طبیب یونانی مالک و مہتمم دوائی خانہ ہذا کی نگرانی میں خاص احتیاط سے تیار کی جاتی ہیں

تمام خط و کتابت و ارسال زر کیلئے یہ پتہ لکھیے:-

مینیجر فقیری یونانی دواخانہ۔ کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر

نوٹ:- دواؤں کی قیمتیں نرخ بازار کے مطابق کم و بیش ہوتی رہتی ہیں

نانی برقی پریس امرتسر میں باہتمام مولوی عطاء اللہ پرنٹر چھپی اور حکیم فقیر محمد طبیب کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب ایک فرد نہیں بلکہ ایک انجمن ہیں جس حیثیت سے بھی اُن کی علمی، ادبی، تحقیقی، طبی اور دینی اہلیت پر نظر ڈالی جائے وہ ایک نمایاں مقام کے حامل نظر آتے ہیں۔ اُن کے مطب پر بسا اوقات شائقین علوم و معارف کا جم غفیر رہتا ہے وہ ایک بیش بہا کتب خانہ کے مالک ہیں جس میں کثیر تعداد میں عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کی نادر کتب موجود ہیں جن سے استفادہ کے لئے صاحب ذوق حضرات حکیم صاحب سے رجوع کرتے ہیں۔

پیدائش و خاندان جناب حکیم صاحب ۲۷ اگست ۱۹۲۷ء ۲۸ صفر ۱۳۴۶ھ کو امرتسر کے مشہور عالم و عارف اور ممتاز طبیب حکیم فقیر محمد[1] چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۶۴ء۔ ۱۹۵۲ء) بن حکیم نبی بخش چشتی امرت سری علیہ الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ جاٹ قوم کی مشہور گوت "مان" سے تعلق رکھتے ہیں[2]۔ ڈاکٹر محمد ایوب قادری (مرحوم) حکیم صاحب کے حالات کا تذکرہ ان ہی کی زبانی یوں بیان کرتے ہیں۔

---

[1] فخر الاطباء حضرت حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری ۱۸۶۴ء میں امرتسر میں متولد ہوئے عربی، فارسی اور ہندی کی کتابیں مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔ طب کی ابتدائی کتابیں گھر میں ہی پڑھیں پھر مولوی حکیم محمد ابراہیم جالندھری ثم امرتسری، مسیح الطب حکیم غلام جیلانی امرتسری اور حکیم حید علی بجنوری سے استفادہ کر کے تکمیل فن کی۔ علامۂ زماں حضرت مولانا محمد عالم آسی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ کامیاب طبیب اور عابد و زاہد صوفی منش بزرگ تھے ۱۹۰۱ء میں امرت سر میں مطب جاری کیا۔ ۱۹۰۴ء میں ایک دوا ساز ادارہ بنام "فقیری یونانی دواخانہ" قائم کیا۔ آپ کے مجربات اور افادات عالیہ "مجربات فخر الاطباء" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ برصغیر کی تقسیم کے بعد لاہور میں منتقل ہو گئے اور یہیں ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو واصل بحق ہو کر حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں دفن ہوئے۔

[2] حکیم صاحب کے ننھیال کشمیری الاصل شیخ ہیں آپ کے نانا جان کا نام جناب کریم شیخ قادری مرحوم تھا

میرے خاندان کے تمام بزرگ حنفی اور مشرباً صوفی صافی تھے حضرت والد ماجد پہلے اپنے رشتہ کے چچا مولوی حکیم فتح الدین سے سلسلہ چشتیہ میں فیضیاب ہوئے پھر انہیں کے کہنے پر حضرت مولانا الحاج میاں علی محمد خاں سجادہ نشین بسی شریف (ہوشیار پور) سے بیعت ہوئے اخفر بھی حضرت میاں صاحب موصوف سے بیعت ہے۔

طبابت ہمارا خاندانی مشغلہ ہے میرے تین بڑے بھائی ہیں وہ بھی طبیب ہیں۔ ایک چھوٹے بھائی ہیں وہ بھی طبیب ہیں اگرچہ مطب نہیں کرتے ؎[۳]

تعلیم حکیم صاحب نے قرآن مجید ناظرہ استاذ القرا جناب قاری کریم بخش سے پڑھا۔ فارسی اور عربی صرف و نحو کی تحصیل مفتی عبدالرحمٰن ہزاروی مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر سے کی۔ پھر حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔ والد ماجد سے مثنوی مولانا روم کے پہلے دو دفتر سبقاً سبقاً پڑھے اور علم طب کی تحصیل کی اور ہندوؤں سے کاروباری حساب کتاب کیلئے جناب محمد شفیع پانڈہ سے "لنڈے" پڑھے کہ ان دنوں ہندو دکاندار بھی کھاتہ لنڈوں میں لکھتے تھے ان بزرگوں کے علاوہ بعض دیگر حضرات سے بھی اکتساب علم کیا۔

بیعت حکیم صاحب جب سن تمیز کو پہنچے تو اپنے والد ماجد کے حسب ارشاد عمدۃ الکاملین زبدۃ العارفین فرید العصر حضرت الحاج میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین بسی شریف (ہوشیار پور) سے سلسلہ چشتیہ میں ۱۹۳۹ء میں بیعت ہوئے بعد ازاں ۱۹۷۴ء میں سلسلہ قادریہ میں شیخ العرب والعجم قطب مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ (م ۱۹۲۱ء) کی بیعت تبرک سے مشرف ہوئے حضرت قطب مدینہ حکیم صاحب پر غایت درجہ مہربان تھے اور ہمیشہ آپ کو الطاف کریمانہ سے نوازتے حکیم صاحب کو "حکیم اہل سنت" کا خطاب حضرت ہی نے دیا تھا خلافت بھی عطا فرمائی

---

[۳] سہ ماہی العلم کراچی جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء

التفسير والحديث والمنقول من سندة العالية القادرية الرضوية المنورية الشاذلية السنوسية بالمدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلاة والسلام على خاتم الانبياء
والمرسلين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم
وبعد فقد طلب مني الفاضل حكيم محمد موسى
امرتسري الإجازة لقراءة البردة الشريفة
كما اجازني مشائخي الكرام فاجزته لذلك
لقاء ثواب الله ورضوانه واوصيته ان
لا ينساني واولادي من دعاء الخير
والله الموفق والهادي الى صراط المستقيم

أمر الحسن الراجي
عفو ربه الفقير اليه

مبسملاً حامداً ومصلياً ومسلماً

وبعد فقد تشرف بزيارة سيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم مولانا الحاكم محمد موسى
وطلب منا الاجازة لقراءة دلائل
الخيرات الذي هو السبب لنيل
الخيرات والبركات فاجزناه لذلك
اجازة عامة مطلقة تامة نسأل الله
لنا وله القبول وصلى الله على سيدنا
محمد وعلى آله وصحبه وسلم

١٢ — ١١ — ١٢٩٣هـ الفقير الى الله

[illegible]

تھی حکیم صاحب نے سلسلۂ نقشبندیہ میں بھی حضرت حاجی علم الدین صاحب نقشبندی خلیفہ حضرت مہر محمد صوبا صاحب قدس سرہ سے کسب فیض کیا یہاں یہ اظہار کر دینا بھی ضروری ہے کہ حاجی علم الدین صاحب نے از خود قصیدہ بردہ شریف اور دیگر اجازتیں عطا کیں بعدہ سلسلے کی اجازت سے بھی سرفراز کیا حکیم صاحب خود اُن سے مستدعی نہیں ہوئے تھے۔

قیام مدینہ[۴] منورہ (جو تقریباً پونے تین ماہ رہا) کے دوران حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ متعدد شیوخ سے کسب فیض کیا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

- شیخ محمد حسین رمزی المیمنی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ ضیاء معصوم مجددی مدفون چاہ بلاغ (افغانستان) کو مکمل دلائل الخیرات شریف سنا کر اس کی اجازت حاصل کی اور ساتھ ہی قصیدہ بُردہ شریف کی اجازت سے بھی سرفراز ہوئے۔
- شیخ الدلائل حضرت شیخ محمد ہاشم شقرون مدظلہ العالی سے بھی دلائل الخیرات شریف کی اجازت کا اعزاز حاصل کیا۔ (اجازت کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)
- حضرت باباجی غلام رسول جالندھری المعروف بہ باباجی بکیاں والے۔
- حضرت حافظ خیر محمد سندھی
- حضرت شیخ سید محمد علی حلبی جو زیادہ وقت مسجد نبوی شریف میں گزارتے تھے۔

---

[۴] حکیم صاحب جب حج بیت اللہ، زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گئے تو حضرت شرافت نوشاہی نے تاریخ اس طرح کہی

افتخار ما شہیر فاضلاں — اعلم العلماء امیر کاملاں
آں حکیم موسیِ امرت سری — زینتِ اقران خود در سروری
از عنایاتِ خداوند کریم — بہرہ ور شد از زیاراتِ عظیم
از شرافت باد او را شاہسوار — صد مبارک ہم دعائی بی شمار

باسر اعجاز از ہاتف شنو
"فیض عالم حاجی الحرمین" گو
۱۳۹۳ ہجری

بسم الله الرحمن الرحيم

لقد أجزت الحاج حكيم محمد موسى
ابن فقير محمد ساكن لاهور في قراءة
دلائل الخيرات وان يتق الله حيث
ما كان ونسأله تعالى ان يوفقه لكل
خير ان شاء الله

شيخ دلائل
الخيرات
محمد صالح

١٩/٣/٩٣ هـ

○ حضرت شیخ فہمی آفندی شاذلی (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر فیوض و برکات کی دولت سے مالامال ہوتے رہے۔ حضرت شیخ فہمی آفندی قدس سرہٗ نے مہرِ نبوت کے تعویذ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

ہجرت حکیم صاحب نے تحریکِ پاکستان کے زمانہ میں نوجوانانِ امرتسر کے ساتھ مل کر تحریک کو کامیاب بنانے میں مثالی کردار ادا کیا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کے والد ماجد امرتسر سے ہجرت کر کے لاہور چلے آئے لیکن حکیم صاحب چند ماہ بعد سرگودھا تشریف لے گئے اور وہاں ریل بازار میں دکان حاصل کر کے کریانہ کا کاروبار شروع کر دیا لیکن لاہور میں آپ کے والدِ گرامی اپنے فرزند کی کمی کو بہت محسوس کر رہے تھے انہوں نے حکیم صاحب کو لکھا کہ وہ سرگودھا کا کاروبار چھوڑ کر لاہو آجائیں اور مطب میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ چنانچہ حکیم صاحب نے اپنے والدِ مشفق کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سرگودھا کو خیرباد کہہ دیا اور لاہور آ گئے والدِ ماجد کے حضور میں رہ کر دکھی انسانیت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

امرتسر اور لاہور میں حکیم صاحب کے والدِ مکرم فخر الاطباء قبلہ حکیم فقیر محمد چشتی نظامی فخری (امرتسری) کا مطب مرجع خلائق تھا وہ ایک بلند پایہ طبیب ہی نہیں تھے بلکہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک صاحبِ حال بزرگ بھی تھے وہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۱ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو واصل بحق ہوئے اور حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ کی درگاہِ عالیہ کی جنوبی دیوار کے زیرِ سایہ محوِ خواب ابدی ہوئے۔ مزار پختہ بنا ہوا ہے۔ نور اللہ مرقدہٗ

حضرت کے مزار کی الواح کی تصاویر ملاحظہ ہوں۔

عکس لوحِ مزار حضرت فخر الاطباء رحمۃ اللہ علیہ
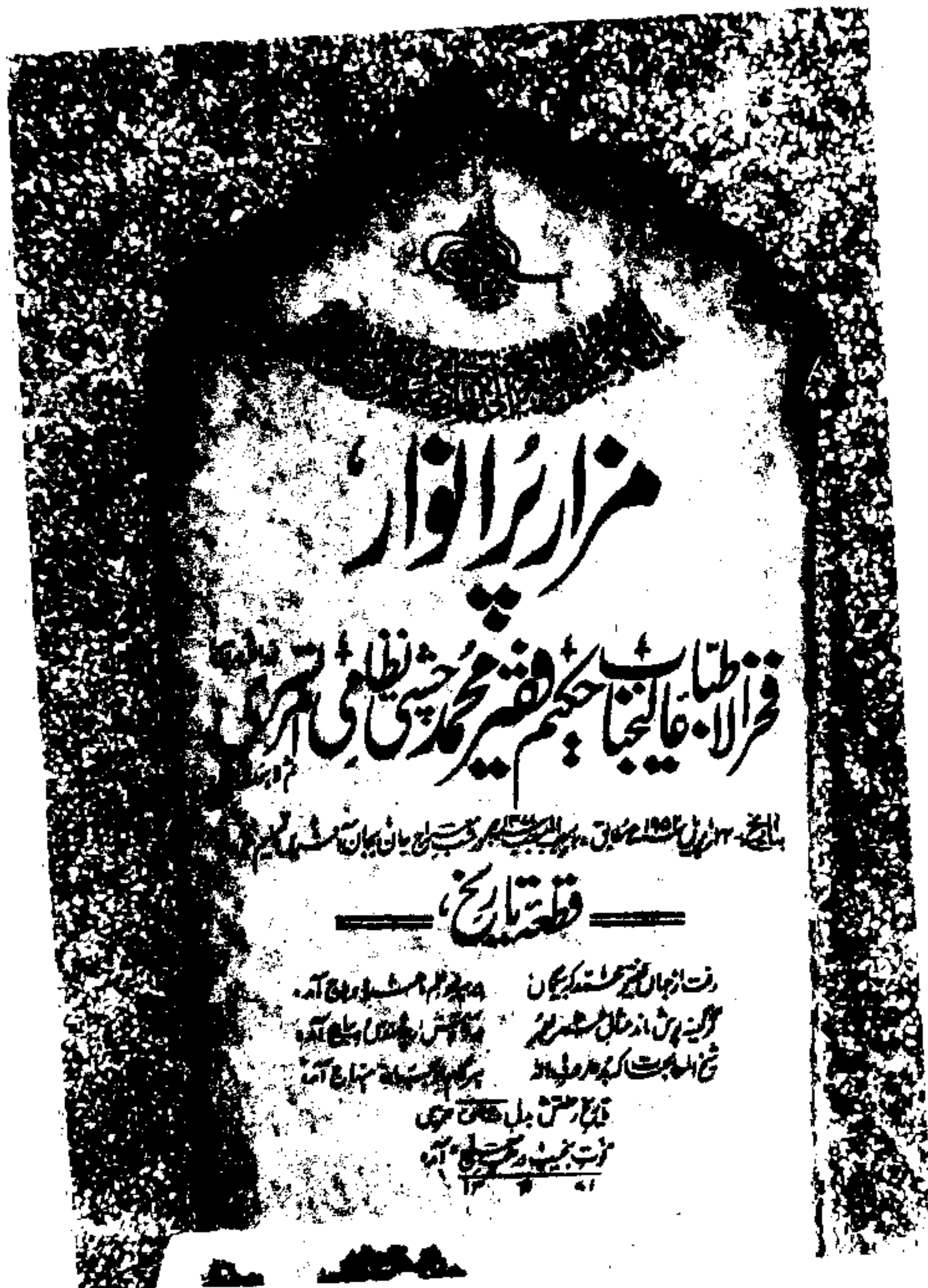
خطاط: حضرت حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ

عکس لوحِ مزار حضرت فخر الاطباء رحمۃ اللہ علیہ (جانبِ شمال)
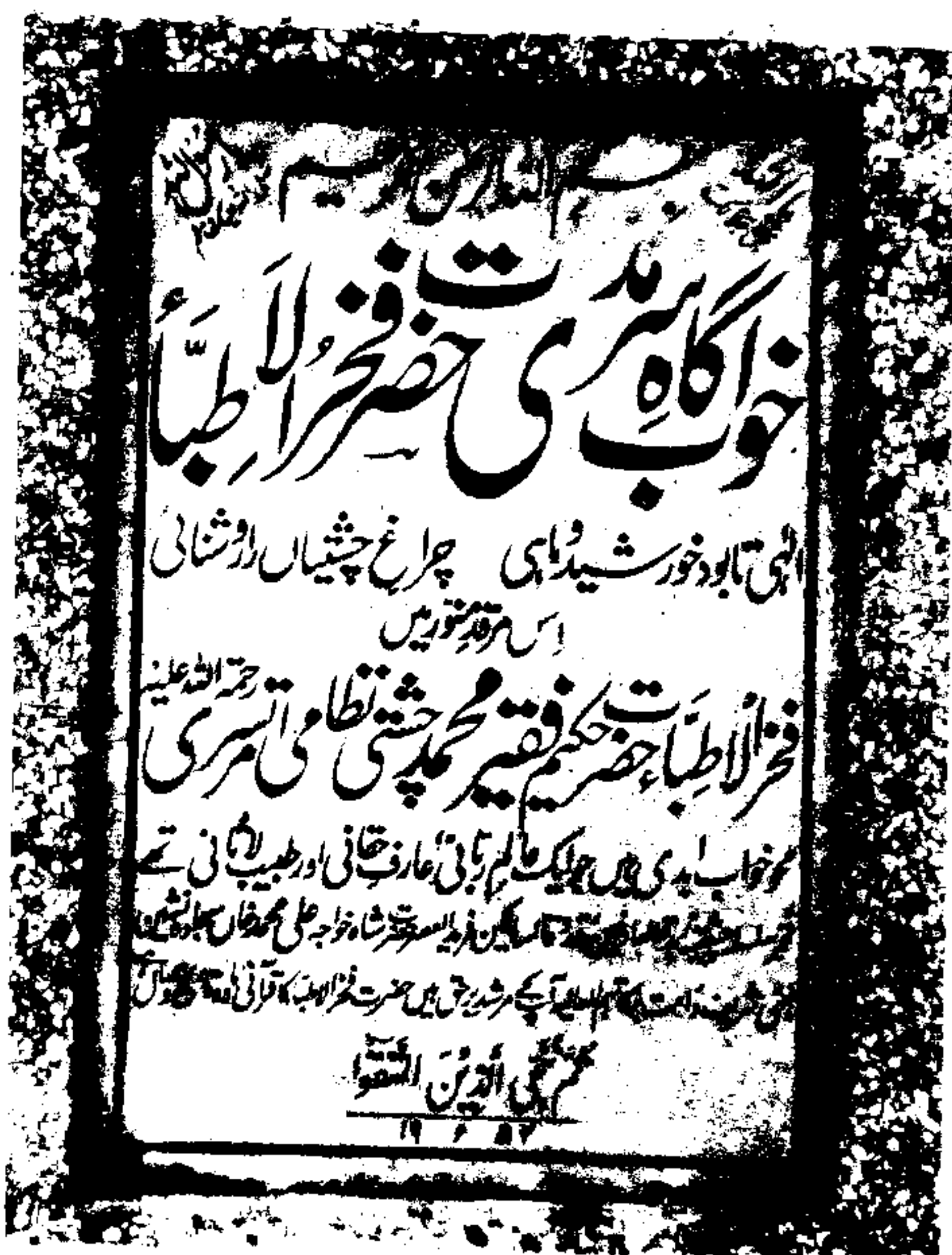
خطاط حضرت حاجی محمد اعظم منور رقم
جانشین مجدّدِ فن حضرت صوفی عبد المجید
پروین رقم قدس سرہٗ

جب حضرت فخر الاطباء کا وصال ہُوا اُن دنوں حکیم صاحب کی رہائش چوک انارکلی میں مسلم مسجد" کے سامنے ایک مکان کے بالائی حصہ میں تھی، اسی قیام کے دوران آپ کے مراسم مولوی شمس الدین مرحوم تاجر کتب نادرہ سے استوار ہو گئے چونکہ مولوی صاحب مرحوم کی دکان صرف ایک تاجر کتب کی دکان ہی نہ تھی بلکہ وہ لاہور میں ایک بے مثال مرکز علم کی حیثیت رکھتی تھی اور علم کے پروانے وہاں ہر وقت جمع رہتے تھے۔ مولوی صاحب مرحوم کی دکان پر آنے جانے کے باعث حکیم صاحب کے اہل علم سے تعلقات مزید استوار ہو گئے۔

حکیم اہل سنّت اور مرکزی مجلس رضا

حکیم صاحب نے محسوس کیا کہ پاکستان میں اہل سنّت وجماعت ایک عظیم اکثریت میں ہونیکے باوجود متحد ومتفق نہیں۔ پیران عظام اور علماء کرام تبلیغ دین کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں اور ملک کے سوادِ اعظم کو منظم کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے اہل سنّت کے عقائد اور اکابر کے سوانح اور انکی دینی ملی اور سیاسی خدمات کے بارے میں لٹریچر تقریباً مفقود ہے اور اہل علم طبقے کا یہ عالم ہے کہ باوجود حنفی اور سُنّی ہونیکے علمی محافل میں اعلحضرت شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ کا نام لینے سے شرماتے ہیں بدیں وجہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کالجوں و یونیورسٹیوں میں مخالفین منظم طور پر چھائے ہوئے ہیں چنانچہ ان حالات کی سنگینی سے متاثر ہوکر حکیم صاحب نے ۱۹۶۸ء میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں چند احباب کے تعاون سے انقلابی تحریک کی شکل میں "مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور" کی بنیاد رکھی۔

مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور نے ۱۹۶۸ء سے یکم ۱۹۸۵ء تک مثالی کردار ادا کیا مجلس رضا مختلف زبانوں عربی۔ اردو۔ انگریزی پشتو اور سندھی میں لاتعداد کتب طبع کر کے اطراف واکناف عالم میں پہنچا چکی ہے۔ قابلِ تحسین بات یہ ہے کہ قیمتی مواد اور عمدہ کتابت و طباعت پر مشتمل یہ کتب پوری دنیا میں مرکزی مجلس رضا لاہور نے بلا قیمت تقسیم کی ہیں۔

مندرجہ ذیل حضرات حکیم صاحب کے رفقاء کار میں شامل رہے ہیں۔

○ حضرت سید محمد حسن شاہ نوری ○ میاں زبیر احمد قادری ضیائی۔ لاہور۔ ○ خلیل احمد رانا جہانیاں ○ جناب محمد حنیف ازہر۔ لاہور کینٹ ○ غلام مصطفیٰ بٹ۔ لاہور ○ جناب سیّد عارف محمود مہجور۔ گجرات ○ جناب ظہور الدین خان لاہور ○ حضرت علامہ عبدالحکیم خان اختر

شاہجہان پوری' لاہور ○ جناب محمد نعیم طاہر' بانی کنزالایمان سوسائٹی ۔ لاہور کینٹ ۔

○ قاضی صلاح الدین قادری ۔ لاہور

○ یہاں یہ بتا دینا بے حد ضروری ہے کہ حضرت قبلہ مفتی تقدس علی خاں رضوی بریلوی اور حضرت پیر غلام قادر اشرفی (لالہ موسیٰ) کی مالی معاونت اور خصوصی دعائیں کارکنان مجلس کے حوصلے بڑھاتی رہیں۔

کتب خانہ حکیم محمد موسیٰ

حکیم صاحب ایک نہایت ہی قیمتی کتب خانہ کے مالک ہیں جس میں کثیر تعداد میں عربی' فارسی' اردو' پنجابی اور انگریزی کی نادر کتب موجود ہیں جن سے استفادہ کے لئے متلاشیانِ علم حکیم صاحب کے پاس آتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب تسبیحی کتاب خانہ ہائے پاکستان (جلد یکم) میں حکیم صاحب کے کتب خانہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

"کتاب خانہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ریلوے روڈ (خیابان آہن) ۵۵ لاہور
مالک ایں کتاب خانہ حکیم حاج محمد موسیٰ امرتسری است کہ از لحاظ فن پزشکی قدیم و نوع کارش شہرت ویژہ دارد و ضمناً کتب و مقالات گوناگون در موضوع معارف اسلامی و ادب و طب نگاشتہ است بعضی از کتابہا درمطب او و بعضی درخانہ اش انبار شدہ است تقریباً ....) مجلد کتاب چاپی و ۳۰۰ نسخہ خطی دارد........" [۵]

ایک افسوس ناک امر یہ ہے کہ حکیم صاحب کے پاس آنے والے "بعض مقدس حضرات" ان کی بیماری' نزول الماء کے دوران بے شمار کتابیں اٹھا کر لے جاتے رہے اگر اس "طائفہ مقدسہ" کے افراد

---

[۵] کتاب خانہ ہائے پاکستان (جلد یکم) تالیف ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۷۷ء

اپنے ہاتھ کی صفائی نہ دکھاتے تو حکیم صاحب کے کتب خانے میں کتابوں کی تعداد دس ہزار سے زاید ہوتی۔

الغرض حکیم صاحب نے اپنی زندگی کا کل اثاثہ کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ پیش کر دیا ہے۔ حکیم صاحب کا یہ کارنامہ لائق صد تقلید ہے۔ حکیم صاحب نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو جو کتابیں سپرد کیں اُنکی تعداد پانچ ہزار تین سو ۵، ہے۔ اس کے بعد سیکڑوں نادر کتب بھجوائی جا چکی ہیں۔ اس طرح تقریباً چھ ہزار کتب حکیم صاحب کے ذخیرہ میں پہنچ چکی ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ ترسیل کتب بالاقساط جاری ہے اس ذخیرہ سے دنیا بھر کے دانشور بشمول مستشرقین مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں۔ پہلی مرتبہ جو کتب عطیہ کی گئیں اُنکی وصولیابی کی رسید کا عکس آئندہ صفحے پر ملاحظہ ہو۔

اس سے قبل حکیم صاحب نے بیش قیمت نوادر عجائب گھر کو بھی بطور عطیہ دیئے جن کی رسید کا عکس کتاب کے آخر میں دیکھئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پنجاب یونیورسٹی لائبریری
قائد اعظم کیمپس
لاہور۔ ۵۴۵۹۰
فون 868863

نمبر D/4114
تاریخ 16-1-90

محترم حکیم صاحب!

السلام علیکم ۔ 24 دسمبر 1989 ء کو آپ کا قابل قدر ذخیرہ کتب ہماری لائبریری میں منتقل ہو گیا ۔ آپ کی جانب سے بعد میں بھی کتابیں وصول ہوتی رہیں ۔ اس طرح اس وقت تک کتابوں کی کل تعداد 5375 (بشمول جلدیں و نسخے) ہو گئی ہے ۔ ہم اس گراں قدر عطیہ کے لیے آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں ۔ یونیورسٹی کے طلبہ، اساتذہ اور محققین یقیناً اس ذخیرے سے مستفید ہوتے رہیں گے ۔ یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جو ہمیشہ آپ کے لیے باعث ثواب ثابت ہوگا ۔ ہم دعا گو ہیں کہ خداوند عالم اس کار ۔ کے لیے آپ کو اجر عظیم عطا کرے ۔

آپ کی خواہش کے مطابق اس ذخیرے کی مرتبہ فہرست کی دو کاپیاں آپ کے ریکارڈ اور استعمال کے لیے ارسال کر دی جائیں گی ۔

اللہ کرے آپ کے مزاج بخیر ہوں ۔ والسلام مع الاکرام

مخلص
(دستخط)
(نذیر احمد)
چیف لائبریرین ۔

بخدمت :-
جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب،
55 ۔ ریلوے روڈ، لاہور ۔ 7

تصنیفات وتالیفات

حکیم صاحب محض ایک دینی راہنما ہی نہیں بلکہ محقق مقالہ نگار بھی ہیں آپ کے کئی تحقیقی مضامین مثلاً

- لاہور کے اطباء مشمولہ رسالہ نقوش لاہور (لاہور نمبر) فروری ۱۹۶۲ء
- کشمیر کے فارسی شعراء رسالہ ادبی دنیا لاہور (کشمیر نمبر)
- مولانا سید امیر علوی اجمیری۔ ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۷۲ء
- شاہ احمد رضا خاں اور انکے رفقا کی سیاسی بصیرت۔ مشمولہ مقالاتِ یوم رضا
- مقدمہ کشف المحجوب لاہور
- مقدمہ مکتوباتِ مجدد الف ثانی لاہور
- مقدمہ عباد الرحمٰن لاہور
- مقدمہ الجواہر مضیۂ شرح قصیدہ غوثیہ از مولانا محمد عبد المالک کھوڑوی
- مقدمہ کشف الحقائق
- مقدمہ کلمۂ حق از مولانا محمد عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری

- سخنان چند — سیاحِ لامکاں — مولف سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی
- سخنانِ چند — انوار قطبِ مدینہ — مرتبہ رانا خلیل احمد
- پیش لفظ — مزاراتِ بی بیان پاک دامن — ماہ نامہ عرفات لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۰۲ء
- پیش لفظ — فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
- پیش لفظ — گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی سزا قتل
- تعارف — مُلھمات بشمول احوال وآثار حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی علیہ الرحمۃ — از سردار علی احمد خاں
- چند ایک آپ بیتیاں — رسالہ نقوش لاہور (آپ بیتی نمبر)
- پاکستان کے متعلق مستند حقائق — ماہ نامہ فیض الاسلام راولپنڈی (قائد اعظم نمبر) جنوری ۱۹۷۷ء
- الطاف القدس — از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی — المعارف۔ لاہور

- بزرگان لاہور — پیر غلام دستگیر نامی
- روحانی شفا خانے — عبدالحق۔ ظفر چشتی

حکیم صاحب کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:

- مشاہیر امرتسر۔ غیر مطبوعہ
- تذکرہ مولانا نور احمد امرتسری۔ غیر مطبوعہ
- اذکار جمیل (تذکرہ سید برکت علی خلجیانوی) مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۶۳ء
- ذکرِ مغفور (حالات سید مغفور القادری) مطبوعہ مکتبہ مہر و ماہ گلستانِ ادب لاہور ۱۳۹۲ھ
- مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ — مطبوعہ انجمن تبلیغ الاحناف پاکستان لاہور ۱۹۷۱ء

کشف المحجوب تالیف حضرت سید علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور (تصوّف کے موضوع پر دنیا کی بہترین کتابوں میں سے ہے) اس کے اردو ترجمہ از علامہ

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ پر حکیم صاحب نے ۴۶ صفحات پر مشتمل مبسوط مقدمہ لکھا ہے جسے ذی علم حضرات نے بے حد پسند کیا ہے۔ کشف المحجوب کا یہ ترجمہ ۱۳۹۳ھ میں شائع ہوا۔ تاریخ طباعت حضرت شرافت نوشاہی صاحب نے کہی

بحمد اللہ کتاب کشف المحجوب — کہ رُشد و معرفت زاں ہست مطلوب
زتصنیفِ مقدس قطب عالم — کہ نامش گنج بخش پاک محبوب
بہ تقدیمش حکیم نیک موسیٰ — بہ تحقیق و تفکر ہست محسوب
شرافت جست از سال طباعت
شدہ مسموع "باب علم مرغوب" [۶]
۱۳۹۳ھ

ایک دفعہ راقم الحروف اپنے والدِ گرامی سید نور محمد صاحب قادری دام ظلہٗ کے ہمراہ ڈاکٹر وحید قریشی (سابق پرنسپل اورنٹیل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور و سابق صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد) کے پاس اورنٹیل کالج گیا۔ قریشی صاحب بڑے تپاک سے ملے موصوف نہایت خلیق اور ملنسار شخصیت ہیں۔ دورانِ گفتگو بات کشف المحجوب کے "مقدمہ" تک جا پہنچی ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے کشف المحجوب پر دیباچہ لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے میں اُن کی اِس محنت اور عرق ریزی کا معترف ہوں۔

حکیم صاحب کے مضامین و مقالات اور دیگر علمی کارناموں پر پروفیسر چوہدری محمد صدیق صاحب نے بہت اچھا مقالہ لکھا ہے۔

تبصرہ جات

حکیم صاحب محقق و ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مبصر بھی ہیں وہ ۱۹۶۴ء سے لیکر ۱۹۷۵ء تک پہلے اپنے نام سے پھر "آثم" اور "کلیم" کے قلمی ناموں سے ماہنامہ "فیض الاسلام" راولپنڈی میں باقاعدہ کتب و رسائل پر تبصرے لکھتے رہے ہیں یہ تبصرے بڑے جاندار اور بے لاگ

[۶] منتخب اعجاز التواریخ تالیف شریف احمد شرافت نوشاہی مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۶ء

ہوتے تھے اطور نمونہ "علی برادران" تصنیف رئیس احمد جعفری پر حکیم صاحب کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ یہ تبصرہ حکیم صاحب کی تحریر کی تمام خصوصیات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

"مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی ایسے زعیم قوم گزرے ہیں کہ مسلم قوم ہمیشہ اُن پر بجا طور پر فخر کرے گی۔ ان دونوں بھائیوں ...... نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے جو کچھ کیا وہ ہر کسی کا حصہ نہیں۔ افسوس کہ ایسے سچے خادمانِ قوم و ملت بزرگوں پر پاکستان میں آج تک جو کام ہُوا ہے وہ نہ ہونیکے برابر ہے مگر اسکے برعکس ان لوگوں پر بہت کچھ لکھا اور چھاپا جا چکا ہے جن سے مسلمان قوم کو بہت نقصان پہنچا اور جنکی سیاسی کارکردگیوں سے متعصب ہندوؤں کے مفاد کو بہت زیادہ تقویت ملی۔ پاکستان میں ان کانگرس کے آلہ کار لوگوں پر جس سرعت سے کام ہو رہا ہے ان سے نظریہ پاکستان کی بنیادیں متزلزل بلکہ منہدم ہو جانے کا اندیشہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اب بعض اہل علم کو اس کا احساس ہوا ہے اور انہوں نے اقبال، جناح، سرسید اور علی برادران وغیرہ کے سیاسی کارناموں کو قوم کے سامنے پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

سیّد رئیس احمد جعفری جو پاک و ہند کے مشہور ادیب مصنف اور صحافی ہیں انکو مولانا شوکت علی کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اور اُن کے پاس علی برادران کے متعلق کافی مواد موجود ہے۔ انہوں نے چند بہی خواہان ملت کے تعاون سے "محمد علی اکیڈمی" قائم کرکے یہ پہلا مجموعہ (علی برادران) کے نام سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اس کتاب میں سب سے اول وہ مقالات درج کئے گئے ہیں جو جعفری صاحب نے خاص طور پر اس مجموعہ کیلئے پاک و ہند کے مشہور اہل علم سے لکھوائے ہیں۔ پھر اوراقِ پارینہ کے زیر عنوان پرانے مضامین شامل اشاعت کئے ہیں جو علی برادران کے خصوصی دوستوں اور انکی خدمات سے واقف لوگوں کے رقم کردہ ہیں مثلاً مولانا صبغت اللہ فرنگی محلی۔ قاضی عبدالغفار اور سیّد سجاد حیدر یلدرم وغیرہ۔

تیسرا عنوان ہے "شوکت علی" اسکے تحت رئیس احمد جعفری اور یحییٰ اعظمی کے رشحاتِ قلم ہیں۔
چوتھے عنوان کے تحت اخبار ہمدرد سے سیاست، صحافت، تاریخ، ادب اور شعر و افسانہ سے متعلق شائع شدہ مضامین جمع کر دیے گئے ہیں۔
پانچواں عنوان ہے "شخصیات" یہاں رؤف بے کمانڈر جہاز حمیدیہ اور مسٹر گاندھی پہ مضامین ہیں جو "ہمدرد" ہی سے لیے گئے ہیں۔
چھٹے عنوان کے تحت بھی سیاسی اور تاریخی نوعیت کے چار مضامین ہیں۔
ساتویں حصے میں ہمدرد میں مطبوعہ افسانے درج کیے گئے ہیں اور آٹھویں میں ہمدرد کے دورِ ثانی سے متعلق مضامین ہیں۔
عنوانِ نہم کے تحت بہت سے مضامین ہیں جو "ٹرکش میڈیکل مشن" کے متعلق ہیں۔
دسواں باب بہت ضروری موضوع سے تعلق رکھتا ہے یعنی "ہنگامہ مسجد کانپور"
گیارہویں حصے میں مولانا شوکت علی کے خطوط و مقالات ہیں جو اس کتاب کی جان ہیں خطوط زیادہ تر حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں جو شوکت علی مرحوم نے اپنی نظر بندی اور اسیری کے ایام میں لکھے۔
بارہویں عنوان کے تحت رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کے خطوط ہیں۔ یہ خطوط بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں آخر میں بیگم محمد علی کے وہ خط ہیں جو انہوں نے لندن سے لکھے تھے۔
خاتمہ پر دو ضمیمے ہیں پہلا ضمیمہ رئیس احمد جعفری کا ہے "خلافت اور کانگرس" دوسرا سید حسن ریاض صاحب کا ہے اس میں تحریک خلافت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
ہم نے پیش نظر کتاب کا جو تعارف لکھا ہے اس سے قارئین کو بخوبی معلوم ہو جائیگا اسمیں کیا کچھ ہے اور جعفری صاحب نے علی برادران کو سمجھنے کیلئے کیا کچھ جمع کر دیا ہے ہم جعفری صاحب کو اس پیشکش پر ہدیہ تبریک پیش کرتے اور امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ اس سے بھی زیادہ ٹھوس کام کریں گے"۔ ؎

؎ ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی جنوری ۱۹۶۵ء ص ۵۰-۵۱-۵۲

۲۔ درج الدرر فی اصولِ حدیث خیر البشر — مرتبہ صاجزادہ حافظ علی احمد

۳۔ حیاتِ امداد — از انوار الحسن انور پر تبصرہ درج ذیل ہے

"مولانا انوار الحسن شیرکوٹی استاذ فارسی اسلامیہ کالج لائلپور ایک عرصہ سے تالیف و تصنیف میں منہمک ہیں اور بہت سی دینی کتابیں اور بزرگانِ دین کے تذکرے عوام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی سوانح حیات بنام "حیاتِ امداد" تصنیف فرما کر شائع کی ہے۔ حضرت حاجی صاحب پر آج سے پون صدی پیشتر کی کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن کو بڑی مقبولیت حاصل ہے مگر پیشِ نظر کتاب جدید انداز میں اور خاص مقصد کے تحت لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت حاجی صاحب کے علاوہ انکے احباب اساتذہ اور خلفاء کے حالات بھی دیئے گئے ہیں مثنوی مولانا روم سے حاجی صاحب کو جو شغف تھا اس سلسلے میں انکی خدمات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے آخر کتاب میں حاجی صاحب کی جملہ تصانیف کا مکمل تعارف لکھ دیا گیا ہے غرض کہ پروفیسر صاحب نے یہ کتاب خاص محنت اور توجہ سے مرتب فرمائی ہے۔"

دوسرا رخ: فاضل مصنف نے مواد بڑی محنت سے فراہم کیا ہے لیکن صحتِ زبان کی طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ کتاب کے آغاز ہی میں "مدعائے ضروری الاظہار" عنوان ثقیل و غیر مانوس معلوم ہوتا ہے اسکے علاوہ کہیں کہیں بے ربط سطور ملتی ہیں مثلاً یادگارِ قاسم کی کتابت ہو رہی ہے اور ہماری کوشش ہے کہ اس کو بہت جلد طبع کرا کر ہدیہ قارئین کیا جائے گا یہاں گا زائد ہے۔

"محترم علامہ محمد یوسف صاحب کی شخصیت سخت مصروف رہی" ص س، مصروف شخصیت لکھا جاتا ہے مگر "شخصیت مصروف رہی" ناگوارِ خاطر ترکیب ہے ۔۔ زبان کی ایسی فروگذاشتوں کے علاوہ فاضل مصنف نے بعض روایات کو پرکھے بغیر قبول کر لیا ہے "حضرت تھانوی اور پاکستان کی پیشین گوئی" کے زیر عنوان صہ ۲۴ پر میاں شبیر علی صاحب کی روایت نقل کی ہے کہ مولانا تھانوی

نے فرمایا :۔" بھائی آج کل کے حالات ایسے ہیں کہ اگر سلطنت مولویوں کو مل بھی جائے تو شاید مولوی چلا بھی نہ سکیں۔ یورپ والوں سے معاملات۔ ساری دنیا سے جوڑ توڑ ہمارے بس کا کام نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ سلطنت کرنا دنیاداروں ہی کا کام ہے مولوی کو یہ کرسیاں زیب نہیں دتیں۔"

اس عبارت کو مولانا تھانوی کی طرف منسوب کرنے کی بجائے ہمارے لئے یہ آسان ہے کہ اسے راوی کی اختراع سمجھیں، کیونکہ مولانا تھانوی جیسا بالغ نظر انسان ایسی کچی بات نہیں کہہ سکتا تھا اس سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں،

(۱) حکومت کرنے کیلئے جوڑ توڑ لازمی چیز ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جوڑ توڑ عام طور پر مذموم معنوں میں استعمال ہوتا ہے یعنی شیطنیت کے بغیر سلطنت کا کام نہیں چل سکتا۔

(۲) سلطنت چلانا دینداروں کا کام نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں کس قدر خلافِ عقل ہیں کیا انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے سلطنت نہیں کی ؟ ۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کاروبار سلطنت کو نہیں چلایا ؟ اور قرآن کے عالم و فاضل اور کتابتِ قرآن سے رزق حاصل کرنے والے بادشاہ نہیں ہوئے ہیں ؟ یقیناً ہوئے ہیں اس لئے یہ نظریہ سرسر باطل اور انبیائے کرام، صالح اور متقی بادشاہوں کی توہین کے مترادف ہے نیز اس نظریہ سے دین اور دنیا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہو جاتی ہیں بفرضِ محال اگر اس ارشاد کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر علماء کی طرف سے ترویجِ قانونِ اسلامی کی کوششوں کو لغو سمجھنا پڑے گا کیوں کہ بقولِ راوی اسلام سلطنت میں فٹ آ ہی نہیں سکتا۔

جناب مصنف نے تحریر فرمایا ہے کہ علمائے دیوبند کسی کو کافر کہنا پسند نہیں کرتے البتہ قادیانیوں کے متعلق خموشی سے بہت کچھ فتنے اٹھ سکتے تھے (ص ۲۹) مولانا کا یہ بیان حقیقت کے کچھ خلاف ہے، پرانی باتوں کو جانے دیجئے صرف دو تین سال کا واقعہ ہے کہ جس ادارے نے "حیاتِ امداد" چھاپی ہے اُسی نے وہ فتوٰی شائع کیا تھا جس میں علمائے دیوبند نے پرویز کو کافر قرار دیا تھا اسی مجموعۂ فتاوٰی میں ایک عالم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ پرویز کو انسان سمجھنا

بھی کفر ہے۔ جناب مصنف لکھتے ہیں :۔ کہ دراصل وہابی کی نسبت عبدالوہاب نجدی کی طرف ہے، وہ ایک سخت قسم کا موحد شخص تھا اور بدعات و شرک کا دشمن۔ اسکے معتقدات کے خلاف دنیائے اسلام میں عجیب طرح کا پروپیگنڈا کیا گیا۔" (ص۳۲) وہابی کی نسبت عبدالوہاب سے نہیں بلکہ محمد بن عبدالوہاب سے ہے اور اسکے خلاف سب سے زیادہ سب و شتم صاحب "شہاب ثاقب" نے کیا ہے پھر لکھتے ہیں" بہرحال علمائے دیوبند کو عبدالوہاب نجدی سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ہے بلکہ اسکے کتنے ہی عقائد سے علمائے دیوبند کو اختلاف ہے" (ص۳۳) یہ عجیب تضاد ہے ؟

محمد بن عبدالوہاب سے علمائے دیوبند کا اختلاف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ تقلید کا منکر نہیں تھا۔ اوصافِ مذکورہ بالا کے مالک انسان سے اگر اختلاف ہو سکتا تھا تو صرف یہی ایک وجہ تھی پھر اس حنبلی سے اختلاف کیوں ؟ اس کی نشاندہی کرنا ضروری تھا کسی شخصیت پر کچھ لکھنے سے پہلے اسکے عہد اور گرد و پیش کے حالات پر روشنی ڈالنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس شخصیت کے کارنامے نمایاں ہو سکیں، مگر محترم مصنف نے اسکے برعکس کتاب کے ابتدائی چالیس صفحات میں حاجی صاحب کے بعد کے حالات لکھ دیئے ہیں، یہ حالات مولانا محمد قاسم کے تذکرہ میں بطورِ مقدمہ دیئے جاتے تو بہتر ہوتا جیسا کہ فاضل مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم کا تذکرہ بہت جلد چھپ رہا ہے" ۵

حکیم صاحب دائرۃ الاصلاح لاہور کے نائب صدر تھے۔ مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور قائم کی۔ دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کے نائب صدر اور پاکستان سنی رائٹرز گلڈ کے سرپرست رہے۔ مرکزی پاکستان طبی کانفرنس کی مجلس قائمہ کے رکن رہے۔ پنجابی ادبی بورڈ کے بانی ارکان میں سے ہیں۔ ماہ نامہ " مہر و ماہ" لاہور کے اعزازی مدیر اور سہ ماہی "سہروردیہ" کی مجلس مشاورت میں شامل ہیں ۔ ے

---

۵ ماہ نامہ فیض الاسلام راولپنڈی اپریل ۱۹۶۶ء ص ۵۲ - ۵۳

ے نعمانیہ سے مستعفی ہو چکے ہیں اور سُنّی رائٹرز گلڈ بالآخر غیر طبعی موت مرگئی

ایک تاریخی مُغالطہ اور اُس کا ازالہ

حکیم صاحب نے پاکستان میں سب سے پہلے تاریخ کے ایک بہت بڑے "تاریخی مغالطے" کی طرف مصنّفین کو متوجہ کیا یعنی مولانا غلام رسول مہر اور جناب ابوالحسن ندوی صاحب نے انگریز کے خلاف جہاد کا سہرا جناب سیّد احمد بریلوی صاحب کے سر باندھ دیا اور تاریخ کا سطحی مطالعہ رکھنے والوں نے اس "تحقیق" کو مان بھی لیا چنانچہ حکیم صاحب کی تحریک پر حضرت وحید احمد مسعود نے "سیّد احمد بریلوی کی صحیح تصویر" لکھی جو تین بار شائع ہو چکی ہے[۹] مگر کسی سے اس کا جواب نہیں بن پڑا۔ اسکے بعد متعدد مصنفین و محققین اس طرف متوجہ ہوئے اور خوب خوب دادِ تحقیق دی۔

- جناب راجا غلام محمد صاحب نے "امتیازِ حق" لکھ کر حق ادا کر دیا۔
- شاہ حسین گردیزی صاحب نے "حقائق تحریک بالاکوٹ" تحریر کر کے جدید تعلیم یافتہ حضرات کی توجہات کو اپنی تحقیق کی طرف مبذول کر لیا اور اب یہ بات چل نکلی ہے۔
- راقم السطور کے والدِ ماجد سیّد نور محمد قادری مدظلہ العالی نے بھی "سیداحمد بریلوی کے فسانۂ جہاد کی حقیقت" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جسے مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور نے دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع کیا۔ دوسری بار مرکزی مکتبہ رضا رجسٹرڈ واہ کینٹ کی طرف سے جنوری ۱۹۸۳ء میں شائع ہُوا۔
- حضرت زید ابوالحسن فاروقی (دہلی) نے "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان" لکھی جس کے ۲۔ ایڈیشن مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور نے شائع کئے۔

حکیم صاحب مصنّف گر کی حیثیت سے حکیم صاحب مصنف ہی نہیں مصنّف گر بھی ہیں جن میں لکھنے کی استعداد پائی انہیں لکھنے پر مجبور کر دیا گویا انکی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کر دیا غرض کہ حکیم صاحب کی ترغیب اور حوصلہ افزائی سے کثیر التعداد ذی علم نوجوان تالیف و تصنیف

---

[۹] تیسرے ایڈیشن کا پیش لفظ حکیم صاحب نے فرضی نام (محمد سعید نعمانی) سے لکھا جو خاصے کی چیز ہے۔

کی طرف راغب ہو گئے۔ چنانچہ فاضل نبیل حضرت پیر سید محمد فاروق القادری ایم اے سجادہ نشین گڑھی اختیار خاں نے اپنی تالیف "فاضل بریلوی اور امورِ بدعت" حکیم صاحب کے نام معنون کرتے ہوئے اس حقیقت کو آشکارا کیا ہے لکھتے ہیں :۔

"میں یہ کتاب اپنے دیرینہ کرم فرما اور محسن الملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام معنون کرتا ہوں جو سلف صالحین کے مسلک اعتدال اور مشرب عشق و محبّت کے امین اور خاموش مبلغ ہیں اور جن کی علم دوستی اور ادب پروری سینکڑوں نوجوانوں کو بے مقصد زندگی سے نکال کر تحقیق و تجسّس اور نوشت و خواند کی علمی دنیا میں لے آئی ہے" ۱۰

جناب سید محمد فاروق القادری صاحب کے علاوہ بھی مندرجہ ذیل حضرات ڈاکٹر محمد ایوب قادری، محقق و نقاد سیّد نور محمد قادری۔ جناب محمد حنیف آزہر اور میاں محمد صادق قصوری نے بھی اپنی تصنیفات کا انتساب حکیم صاحب کی ذاتِ گرامی سے کیا ہے۔

قبلہ سیّد نور محمد قادری مدظلہٗ فرماتے ہیں :

"میں ان ناچیز سطور کو محب گرامی قدر جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب چشتی امرتسری دام فیضہٗ کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں" ۱۱

ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم رقمطراز ہیں :

"مخدوم و مکرم مولوی حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام جو خلوص و محبت کے پیکرِ علم و فضل کے مالک اور اہلِ علم کے قدر دان ہیں . . . . .

میں اپنی یہ ناچیز تالیف معنون کرنے میں مسرّت محسوس کرتا ہوں" ۱۲

---

۱۰ فاضل بریلوی اور امور بدعت مصنفہ سیّد محمد فاروق القادری مطبوعہ رضا پبلیکیشنز لاہور ۱۹۸۱ء

۱۱ اقبال کے دینی اور سیاسی افکار مصنفہ سیّد نور محمد قادری مطبوعہ گجرات ۱۹۸۲ء

۱۲ مولانا محمد احسن نانوتوی مصنفہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء

محبِ گرامی محمد حنیف آزہر صاحب یوں اظہارِ عقیدت کرتے ہیں۔

"احقر اپنی اس ناچیز کاوش کو استاذی و مکرمی و مخدومی حکیم اہلِ سُنّت رئیس المحققین حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی کے نامِ نامی واسمِ گرامی سے معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے جن کی محنت و کوشش سے تمام عالمِ اسلام میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی ذات بابرکات متعارف ہوئی" [۱۳]

جناب میاں محمد صادق صاحب قصوری کی عقیدت کا اظہار ملاحظہ ہو۔

"استاذی و مخدومی حکیم اہلِ سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی مدظلہٗ کے نام ــــ۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش حق نے جس کو دیئے ہیں اندازِ خسروانہ" [۱۴] (علامہ اقبال)

حکیم صاحب نے کتاب دوستی کی جو تحریک چلائی اس میں انہیں اچھی خاصی کامیابی رہی وہ صرف کتاب دوست انسان سے مل کر ہی خوش ہوتے ہیں جس شخص کا کسی نہ کسی حوالے سے قلم و کتاب سے تعلق ہے حکیم صاحب کا اس سے تعلق ہے۔

دینی و علمی کتب پھیلانے کی مہم

حکیم صاحب نے کتابیں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کیلئے ایک یہ مہم بھی جاری کر رکھی ہے کہ ختم شریف میں کھانے کے ساتھ کتابیں بھی رکھی جائیں۔ چنانچہ اُن کے ہاں جو ختمات پڑھے جاتے ہیں اُن میں یہ عمل ضرور ہوتا ہے۔

حکیم صاحب نے اپنے ماموں جان غلام محی الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء) کے ختم چہلم میں اس قدر نماز کی کتابیں رکھیں کہ محلّے کے ہر گھر میں نماز کی کتاب پہنچ گئی اگر حضرات اہلِ سنت

---

[۱۳] نائبِ غوث ۔ مصنفہ محمد حنیف آزہر ۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ

[۱۴] فدایانِ امیرِ ملّت ۔ مصنفہ محمد صادق قصوری ۔ مطبوعہ قصور ۱۹۸۱ء

حکیم صاحب کی اس تحریک میں شامل ہو جائیں تو صرف ایک ہی سال میں فکری انقلاب برپا ہو سکتا ہے وہ اکثر مواقع پر سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ سکولوں اور کالجوں کے طلبہ میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

حکیم صاحب جن مشاہیر سے متاثر ہوئے

حکیم صاحب کی ملاقاتیں اکثر مشاہیر علماء و مشائخ کرام سے رہی ہیں مگر آپ اپنے مشائخ اور والد گرامی کے علاوہ جن سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اُن کا ذکر ہمیشہ نہایت ادب و احترام سے کرتے ہیں اُن میں سے چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری (م ۱۹۴۴ء / ۱۳۶۳ھ)

حضرت پیر غلام دستگیر نامی

حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب محدث پاکستان

حضرت مولانا حامد علی خاں صاحب (ملتان)

حضرت دیوان غلام قطب الدین (پاک پتن شریف)

حضرت مولانا سید امیر اجمیری (مدفون چھپڑ شریف ضلع خوشاب)

حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری (راولپنڈی)

حضرت مولانا پیر غلام قادر اشرفی لالہ موسیٰ (گجرات)

حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ (گجرات)

حضرت مفتی اعظم ابوالبرکات سید احمد قادری (لاہور)

مفتی اعجاز ولی خاں رضوی (لاہور)

حضرت پیر سید معصوم شاہ نوری قادری چک سادہ شریف گجرات

حضرت مولانا محمد سعید شبلی (مدفون ساہی وال)

حضرت مولانا شاہ قاری مصلح الدین قادری۔ (کراچی)

مولانا محمد شمس الدین مرحوم تاجر کتب نادرہ لاہور
حضرت مولانا شیخ الحدیث پیر سید محمد جلال الدین نقشبندی قادری بھکھی شریف (گجرات)
اور .. غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتان (رحمہم اللہ تعالےٰ) ...... اور
فضیلت الشیخ حضرت فضل الرحمٰن قادری مدنی مدظلہ العالی

حکیم صاحب حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے غایت درجہ عقیدت مند ہیں۔ میرے سامنے بعض بزرگوں نے بیعت کے لئے پوچھا تو آپ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کا دامن پکڑنے کا مشورہ دیا حضرت علامہ کاظمی کے بعد جن بزرگ ہستیوں کے حکیم صاحب مداح و معترف ہیں اُن میں سے حضرت قبلہ مفتی تقدس علی خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ اور حضرت پیر سید محمد امیر شاہ صاحب قادری (پشاور) خاص طور پر قابل ذکر ہیں — حضرت قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی سخاوت و معارف پروری کے معترف ہیں۔

حلقۂ احباب حکیم صاحب کا حلقۂ احباب بہت وسیع ہے اس میں خاص و عام سبھی شامل ہیں۔ میرؔ کا یہ شعر ان پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے ٭ اُس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

مشائخ کرام

حضرت بدر المشائخ فضل الرحمٰن مجددی کابلی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت پیر شریف احمد شرافت نوشاہی قادری رحمتہ اللہ علیہ
مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی علیہ الرحمۃ
حضرت سید بشیر گیلانی سجادہ نشین حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان مجددی گلزار خلیل (سندھ)

حضرت پیر ابوالخیر عبد اللہ جان پشاوری

حضرت پیر سید محی الدین گیلانی ڈیرہ غازی خاں

حضرت سید محمد حسن شاہ نوری گیلانی

حضرت قبلہ میاں جمیل احمد نقشبندی شرقپور شریف

مولانا پیر شاہ منظور احمد صاحب ساہی وال

مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خاں نیازی

الحاج میاں باغ علی نسیم (خلیفہ حضرت مولانا نبی بخش حلوائی)

حضرت سید محمد اشرف اندرابی (کشمیر)

حضرت سید معصوم شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی تقدس علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز

اُدبا و شُعراء

ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو علی گڑھ
جناب محمد عالم مختار حق لاہور

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی دہلی
علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری لاہور

ڈاکٹر محمد ایوب قادری کراچی
ڈاکٹر فقیر محمد فقیر مرحوم گوجرانوالہ

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد کراچی
جناب ڈاکٹر نبی بخش بلوچ سندھ

شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسن راولپنڈی
جناب سید مسعود حسن شہاب دہلوی بہاول پور

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی لاہور
جناب میاں محبوب الٰہی انجینئر چونیاں

جناب الحاج بشیر حسین ناظم ایم اے (اسلام آباد)
قاری عطاء اللہ سابق ایڈیٹر فیضان لاہور حال مقیم کینیڈا

پروفیسر چوہدری محمد صدیق لاہور
جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا لاہور

پروفیسر محمد اقبال مجددی لاہور
جناب راجا رشید محمود ایم اے لاہور

میاں اخلاق احمد ایم اے (مرحوم و مغفور) لاہور
پروفیسر محمد حفیظ تائب لاہور

جناب الحاج ناسخ سیفی مرحوم فیصل آباد جناب سید عارف محمود مہجور رضوی گجرات
ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی لاہور سیّد غلام محمد شاہ چشتی کوئٹہ
ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری گجرات جناب سید سرفراز علی زیدی ایم اے لاہور
جناب خالد حبیب الہٰی ایڈووکیٹ لاہور الحاج محمد اعظم منور رقم تلمیذ حضرت پرویں رقم لاہور
سردار علی احمد خاں صاحب لاہور جناب حاجی محمد حنیف طیب کراچی
حضرت حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم لاہور جناب محمد عثمان خاں نوری سابق ایم این اے کراچی
جناب صوفی خورشید عالم مخمور (خورشید رقم) لاہور جناب میاں زبیر احمد قادری ضیائی لاہور
جناب ظہور عالم شہید مرحوم لاہور جناب حکیم محمد اشرف چشتی تلونڈی موسیٰ خاں گوجرانوالہ

پچھلے دنوں بھارت کے مایۂ ناز مورخ پروفیسر خلیق احمد نظامی سابق وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی لاہور آئے تو حکیم صاحب کی ملاقات کے لئے اُن کے مطب میں تشریف لائے

حکیم صاحب کے تین خصوصی دوست

حکیم صاحب کے پاس تشریف لانے والے ذی علم حضرات کی فہرست بہت طویل ہے ان کا ذکر پھر کبھی کیا جائے گا۔ اس موقع پر تین حضرات کا ذکر خیر اشد ضروری ہے۔

۱۔ حضرت ابو الطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ ماہ نامہ مہر و ماہ لاہور جو اردو اور پنجابی زبان کے بلند پایہ ادیب اور کہنہ مشق شاعر ہیں۔ ان کے تلامذہ کا حلقہ بڑا وسیع ہے نیز انہوں نے مہر و ماہ کے پیر فضل حسین فضل گجراتی اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نمبر شائع کر کے پنجابی زبان اور ادب کی بڑی خدمت کی ہے جو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

محترم جناب فدا صاحب حکیم صاحب کی ملاقات کیلئے بلاناغہ مطب پر تشریف لاتے ہیں اور حکیم صاحب کی طویل علالت کے دوران اُن کے گھر تشریف لے جاتے رہے۔ غرض کہ موصوف مشرقی تہذیب اور قدیم روایات کے امین ہیں۔

۲۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب جو صحیح معنوں میں فنا فی العلم نوجوان ہیں جن کے

بے مثال تحقیقی کارناموں کو آئندہ نسلیں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی، پروفیسر محمد اقبال مجددی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ پر اس وقت سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۳ - لاہور کے ایک نیک صفات بزرگ جناب میاں محمد دین کلیم قادری ہیں جو حکیم صاحب کے فیض صحبت کی برکت سے "مورخ لاہور" کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔

حکیم صاحب اور سید نور محمد قادری

محترم المقام سید نور محمد صاحب قادری کا شمار اس وقت ملک کے مشہور ادیبوں، نقادوں اور محققین میں ہوتا ہے۔ آپ کی کئی کتابیں مثلاً اقبال کا آخری معرکہ، اقبال کے دینی اور سیاسی افکار، میلاد شریف اور علامہ اقبال، اعلیٰحضرت کی شاعری پر ایک نظر، اعلیٰحضرت کی سیاسی بصیرت، وغیرہ اور مقالات اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔

آپ ایک اچھے کتب خانے کے مالک ہیں جس میں بہت سی نادر و نایاب مطبوعہ غیر مطبوعہ کتب و رسائل موجود ہیں۔ حکیم صاحب سے تعلقات کی بنیاد بھی یہی کتب خانہ ہے ماہ نامہ "کتاب" لاہور کے نومبر ۱۹۶۷ء کے شمارے میں "میرا ذاتی کتب خانہ" کے عنوان سے سید صاحب کے کتب خانے کی قلمی کتب کی اجمالی فہرست شائع ہوئی جسے پڑھ کر حکیم صاحب نے سید صاحب کو خط لکھا اور یہیں سے ان کے مراسم کی ابتدا ہوئی جو اس وقت تک بڑی گرمجوشی سے قائم ہیں۔

سید صاحب ہر تیسرے چوتھے مہینے حکیم صاحب سے ملنے کیلئے لاہور جاتے ہیں، ان کے پاس ہفتہ بھر قیام کرتے ہیں اور لاہور کے دوسرے احباب وغیرہ سے بھی ملتے ہیں، مختلف

ے سید صاحب سے متعلق مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو:

- دانائے راز — تالیف سید نذیر نیازی — مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
- اعلیٰحضرت کی شاعری پر ایک نظر — تالیف سید نور محمد قادری — مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
- ہفت روزہ استقلال لاہور — مضمون کلیم اختر — ۳۰ نومبر تا ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء
- ماہ نامہ "المعین" ساہی وال — مضمون سید محمد عبداللہ قادری — جولائی ۱۹۸۴ء

علمی اور دینی مسائل پر آپ کی خط و کتابت حکیم صاحب سے جاری رہتی ہے، اس وقت سید صاحب کے پاس حکیم صاحب کے تین سو سے زیادہ خطوط محفوظ ہیں جن میں سے بیشتر خطوط اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ چند خطوط بطورِ نمونہ ذیل میں درج ہیں۔

۷۸۶

۱۶ر نومبر ۱۹۶۶ء
لاہور

محترم عالی مقام حضرت سید صاحب زید مجدکم

سلام و رحمت!
ماہ نامہ "کتاب" میں آپ کے کتب خانہ کا تعارف پڑھا ما شاء اللہ آپ کا ذوق بہت بلند ہے۔ میں ایک عریضہ روانہ کر چکا ہوں امید ہے کہ واصل خدمت ہو چکا ہو گا اور آپ نے مخطوطات و مطبوعات کا تعارف لکھ لیا ہو گا۔ یہ عریضہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میرے کرم فرما جناب وحید احمد مسعود صاحب نے "سید احمد شہید کی صحیح تصویر" نامی کتاب چھپوائی ہے انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ بالغ نظر حضرات سے اس پر تنقیدی نظر ڈلواؤں آپ چونکہ اس میدان کے شہسوار ہیں اسلئے یہ کتاب بذریعہ رجسٹری روانہ خدمت کر رہا ہوں اسکو بنظر غائر پڑھ کر جناب مصنف کو براہِ راست اپنی رائے گرامی سے مطلع فرمائیں۔ جہاں کوئی فروگزاشت یا تضاد نظر پڑے اسکی بھی نشان دہی فرمائیں۔ آپکے ذوق معارف پروری سے قوی امید ہے کہ جناب اس کام کیلئے ضرور وقت نکالیں گے۔ مصنف صاحب کا پتا یہ ہے۔
مولانا وحید احمد مسعود فریدی، رئیس شیخوپورہ ضلع بدایوں (یو۔ پی انڈیا)
کتاب کا ایک ایک حرف بغور پڑھنے کے بعد مصنف کو مفصل خط لکھیں جلدی کریں

والسلام
دعاجو محمد موسیٰ عفی عنہ

۷۸۶

۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء

محترم عالی مقام سید صاحب زید مجدکم

سلام مسنون!

گرامی نامہ ملا حالات سے آگاہی ہوئی مولانا وحید احمد صاحب آپ کے مشوروں سے غایت درجہ متاثر ہوئے ہیں آئندہ ایڈیشن کی تیاری کے وقت آپکے مشوروں سے مستفید ہونگے۔

مولانا حسن رضا بریلوی کا دیوانِ غزلیہ میری نظر سے آجتک نہیں گزر سکا یہ نایاب چیز ہے ترجمہ قرآن کے بارے میں بیت القرآن میں بیٹھ کر تحقیق ہو سکے گی مگر ابھی تک بیت القرآن میں تراجم و تفاسیر سے استفادہ ممکن نہیں۔ دو چار ہفتہ تک یہ تبرکات الماریوں میں رکھ دیئے جائیں گے تو تحقیق کردوں گا۔ ان شاء اللہ بیت القرآن والوں سے میرا رابطہ ہے جب کام شروع ہوگا تو مجھے فی الفور اطلاع مل جائے گی۔

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ

۷۸۶

از حاجی کیمپ کراچی

۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء

محترم جناب سید صاحب زید مجدک

سلام مسنون!

صورت احوال اینکہ بندہ ۸ اکتوبر کے جہاز میں مدینہ طیبہ کی حاضری کیلئے روانہ ہوگا اس لئے ۲ تاریخ سے یہاں کیمپ میں پڑا ہوں۔

آپ کی دعا سے سرکارِ دوجہاں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس گدائے بے نوا کو طلب فرمالیا ہے، آپ دعا فرماتے رہیں کہ با ادب حاضری کی توفیق ملے۔

مدینہ طیبہ میں میرا پتا یہ ہوگا۔

بتوسط حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد مدنی۔ باب المجید۔ مدینہ منورہ

دعا کا طالب: محمد موسیٰ عفی عنہ

سیروسیاحت حکیم صاحب نے کئی ایک اہم مقامات کی سیر بھی کی جس کا ذکر میاں محمد دین کلیم قادری نے اپنے مضمون "الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری" میں اس طرح کیا ہے۔

"برصغیر پاک و ہند کے بیشتر مقامات اور حرمین الشریفین کے علاوہ افغانستان کی بھی سیر و سیاحت کی. کابل میں آپ خانقاہ مجددیہ نقشبندیہ میں اقامت گزیں رہے وہاں کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی۔

غزنی میں آپ نے حضرت سید علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری کے والد گرامی حضرت عثمان جلابی اور ماموں جان (تاج الاولیاء حکیم سنائی، شیخ علی لالا (حکیم سنائی کے عزیز) وغیرہم کے مزارات پر حاضری دی۔ موئے مبارک کی بھی زیارت کی۔

۱۹۷۳ء کا واقعہ ہے جب کہ آپ جناب بدرالمشائخ صاحبزادہ فضل الرحمٰن مجددی اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کی معیت میں حضرت قبلہ فضل عثمان مجددی علیہ الرحمۃ کے چہلم میں شرکت کیلئے کابل گئے تھے اور افغانستان کے شہر جلال آباد، پغمان، غزنی بھی گئے اور غزنی کے اکثر اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ پھر وہاں سے ۱۳-۱۴ میل دور مدرسہ "نورالمدارس" دیکھنے گئے جو حضرت نورالمشائخ فضل عمر مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ہے

کابل کے قیام کے دوران حضرت پیر ضیاءالمشائخ محمد ابراہیم مجددی سجادہ نشین خانقاہ مجددیہ حکیم صاحب پر خصوصی شفقت فرماتے رہے اور دیگر صاحبزادگان بھی خلوص کا مظاہرہ کرتے رہے۔" [۱۵]

حکیم صاحب کی حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ سے عقیدت حکیم صاحب حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ سے غایت درجہ عقیدت

---

۱۵ الحاج حکیم محمد موسیٰ چشتی امرتسری، مضمون محمد دین کلیم قادری ہفت روزہ استقلال لاہور (۲۴ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۸۲ء)

رکھتے ہیں اُن کے والد بزرگوار والدہ ماجدہ اور بہت سے تعلق رکھنے والے وہیں دفن ہیں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سب سے زیادہ اُسی مزار شریف پر حاضری دیتے ہیں۔

حکیم صاحب کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی "غلام فاطمہ" ہے وہیں ان کا مزار پختہ بنا ہُوا ہے اور الواح پر شرافت نوشاہی اور علامہ حکیم محمد حسین عرشی کی تاریخیں کندہ ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

عارفہ، طیبہ، نیکو خصال — از نظرِ اہلِ جہاں دُور شد
سالِ رحیل آمدہ از نطقِ غیب — "عارفہ طیبہ مستور شد"

۱۳۹۲ ہجری

(عرشی) ۱۶

(یہ کتبہ حضرت حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم کی خوش نویسی کا شاہکار ہے)

از شرافت چو رحلتش پُرسی
داخلِ خُلد بی گماں بشنو

۱۳۹۲

(شرافت نوشاہی) ۱۷

اور یہ حضرت صوفی خورشید صاحب کے فنِ خطاطی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا صاحب نے بھی تاریخ کہی ہے ؎

گفت ہاتف ای فدا سالِ رحیل
"عارفہ، طیبہ، مستور شد"

۱۳۹۲ ہجری

(ابوالطاہر فدا حسین فدا) ۱۸

---

۱۶ ماہ نامہ مہر و ماہ لاہور — مدیر اعلیٰ ابوالطاہر فدا حسین فدا — جولائی اگست ۱۹۷۲ء
۱۷ ایضاً
۱۸ ایضاً

عکس لوحِ مزار والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا

(جانب شمال)

خطاط: حضرت حافظ محمد یوسف سدیدی رحمۃ اللہ علیہ

عکس لوحِ مزار والدہ ماجدہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہا
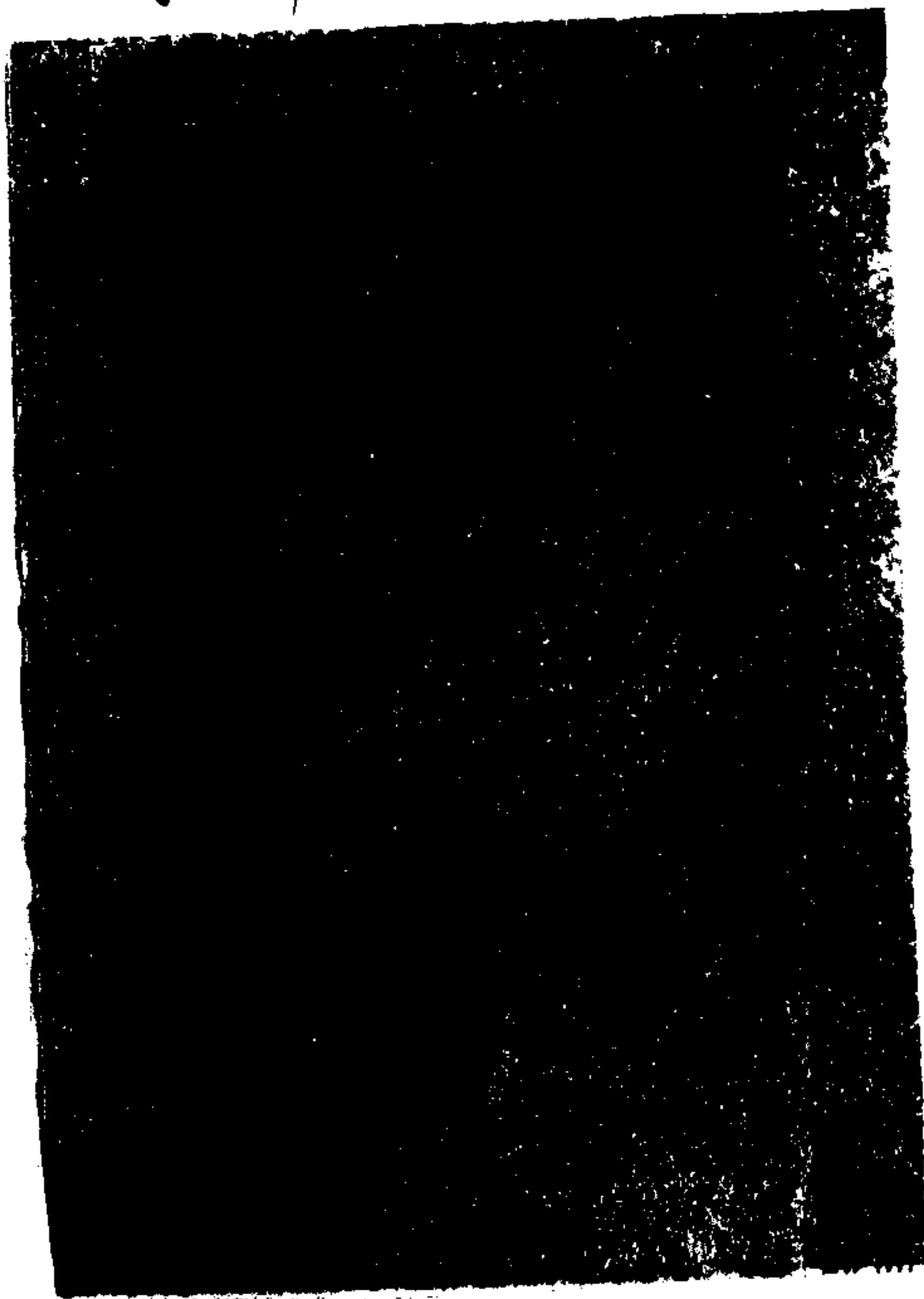
خطاط: حضرت صوفی خورشید عالم مخمور سدیدی خورشید رقم

تاثرات

شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب

آپ نے حکیم محمد موسیٰ صاحب کے بارے میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی ہے حکیم صاحب موصوف کی ذات اس سے بلند و بالا ہے کہ میرے جیسا آدمی ان کی توصیف کر سکے بہرحال چونکہ آپ نے فرمائش کی ہے لہذا یہ چند سطریں پیش کرتا ہوں۔

حکیم محمد موسیٰ صاحب کے والد بزرگوار حکیم فقیر محمد چشتی مرحوم و مغفور ہمارے محلے میں مطب کیا کرتے تھے اُن کا اچھا خاصا مطب تھا مریضوں کا ہر وقت جمگھٹا لگا رہتا تھا اور حکیم صاحب خندہ پیشانی سے ہر مریض کی طرف توجہ دیتے تھے یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ حکیم محمد موسیٰ صاحب کم سن تھے بڑے ہوئے تو میرے استاد مکرم مولانا محمد عالم آسی النظاسی مرحوم و مغفور سے حکیم صاحب اور ان کے بھائیوں نے علم پڑھا اس سے حکیم صاحب سے میرا تعارف اور بڑھ گیا حکیم صاحب نے اپنے والد ہی کی زندگی میں مطب میں کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے بھائی طبیب تھے۔ پاکستان بننے پر لاہور آ گئے حکیم صاحب کو صغر سنی ہی سے علم و ہنر اور انشا پردازی کا شوق تھا لاہور آ جانے کے بعد یہ شوق بڑھ گیا چنانچہ انہوں نے اپنی تحریرات سے قوم و ملت کی خدمت کی۔

حکیم صاحب کی تربیت خالص سُنّی ماحول میں ہوئی۔ اور انہیں اساتذہ بھی ایسے ملے جو ان کے سنی خیالات کو اور مضبوط کر دیں اس طرح انہیں اپنی جماعت کے ساتھ گہرا لگاؤ پیدا ہو گیا۔ حکیم صاحب کو ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی کہ دیگر فرقِ باطلہ کے اندر تنظیم ہے اور ان کا باہمی ربط ہے اگر نہیں ہے تو اہل سنت میں۔ اس فکر اور جذبے کے ماتحت انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد یہ عزم کر لیا کہ اہل سنت کے عقائد اور تعلیمات کی ترویج و تشہیر کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے جس سے اگر اس جماعت میں پوری طرح روح نہ پھونکی جا سکے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ یہ جماعت زندہ جماعت کہلانے کے قابل ہو سکے اس سے ان کی قوتِ ایمانی اور جماعتی جذبہ کا پتا چلتا ہے چنانچہ انہوں نے اس غرض سے مجلس رضا قائم کی آپ سب جانتے ہیں کہ جماعتوں کا قائم کرنا آسان ہوتا ہے مگر انہیں مضبوط اور پائیدار بنیادوں پر کھڑا کرنا مشکل کام ہوتا ہے حکیم صاحب کے دل میں خلوص تھا

ساتھ دینے والوں کی کمی تھی مگر انہوں نے ان سب باتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے عزم اور مشن کو جاری رکھا۔ انہوں نے نہ صرف قلم سے اہل سنّت کی تعلیمات کی اشاعت کی بلکہ اپنے مقدور کے مطابق مالی طور پر بھی اس کی اعانت کی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ادارہ اب مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہے۔

حکیم صاحب کی بے لوث خدمت اور پُر خلوص جذبے کی کماحقہٗ توصیف کرنے کے لئے میرے پاس نہ الفاظ ہیں اور نہ ہی قلم اس کا متحمل ہو سکتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی زندگی دراز کرے تاکہ وہ اپنے دین کی اور خدمت کر سکیں۔" [19]

سیّد ریاست علی قادری

"۱۹۶۸ء سے مرکزی مجلس رضا لاہور نے امام احمد رضا کے تعارفِ علمی کی مہم چلائی اور چودہ برس کے اندر اندر یہ خالص علمی تحریک پاکستان کی سرحدوں سے نکل کر بھارت اور بنگلہ دیش جا پہنچی اور دوسرے بلادِ اسلامیہ اور بلادِ مغرب میں پھیلتی گئی اس مہم کے رُوحِ رواں محسنِ اہلِ علم حکیم محمد موسیٰ امرتسری ہیں جن کے اخلاص اور پیہم جدوجہد نے امام احمد رضا کی شخصیت سے دبیز پردے ہٹائے اور سارے عالم کو اُن کی حسین صورت دکھائی۔

مرکزی مجلس رضا کی علمی تحریک اور فعّال قیادت نے اہلِ علم کو امام احمد رضا سے روشناس کرایا اور پھر نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی "یوم رضا" منانے کا سلسلہ شروع ہوا جو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔" [20]

---

[19] مکتوب شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسن بنام سید محمد عبداللہ قادری (راقم الحروف)، محررہ ۱۲ جون ۱۹۸۶ء

[20] معارف رضا مرتبہ سید ریاست علی قادری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۸۴ء

جناب محمد نصیب صاحب اپنے مضمون
"HUJWERIS INSTITUTION OF ISLAMIC MYSTICISM"
میں حکیم صاحب کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

"Hakim Muhammad Musa Amritsari, Celebrated living authority on ysticism (Tasawwuf) says in his introduction to the Tarjme (urdu) of the saint's ook. Kashtal - Mahjuh. Two Heroes rose from Ghazni and Captured Lahore.

The first was Sultan Mahmud who captured Lahore in 1401 Hijra, and the econd was Syed Makhdoom Ali Hujweri who captured Lahore in 421 Hijra. The ifference between the two was that while the former applied force, the latter won earts through his spiritual power.

That is why says Hakim Musa, Allama Iqbal in deference to the services endered by the saint, pays him tributes thus.

سیدِ ہجویر مخدومِ اُمم　　مرقدِ او پیرِ سنجر را حرم
خاکِ پنجاب از دمِ اُو زندہ گشت　　صبحِ ما از مہرِ اُو تابندہ گشت" (۲۲)

THE PAKISTAN TIMES, FRIDAY NOVEMBER 16, 1984

(ترجمہ) حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایک نامور اور بقید حیات ایسی شخصیت ہیں جو تصوّف پر ایک سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ کشف المحجوب کے اردو ترجمہ کے تعارف میں رقمطراز ہیں کہ غزنی سے دو بطل جلیل اٹھے اور لاہور کو فتح کر لیا۔ پہلا سلطان محمود تھا جس نے ۴۰۱ھ میں لاہور تسخیر کیا اور دوسرے حضرت سیّد مخدوم علی ہجویری تھے جنہوں نے ۴۲۱ھ میں لاہور پر قبضہ کیا۔ ان دونوں میں یہ فرق تھا کہ اوّل الذکر نے طاقت کا استعمال کیا جب کہ موخرالذکر نے اپنی روحانی قوت کے بل بوتے پر لوگوں کے دلوں کو جیتا۔

حکیم محمد موسیٰ لکھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ حضرت علامہ اقبال اس بزرگ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر اسے یوں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سَیّدِ ہجویر مخدومِ اُمم　　مرقدِ اُو پیرِ سنجر را حرم
خاکِ پنجاب ازدمِ اُو زندہ گشت　　صبحِ ما از مہرِ اُو تابندہ گشت

سید مسعود حسن شہاب دہلوی (مرحوم و مغفور)

حکیم محمد موسیٰ امرتسری بڑے مرنجاں مرنج، متواضع اور وسیع القلب واقع ہوئے ہیں. علوم دینیہ پر اُن کی گہری نظر ہے تصوّف اور طریقت کے رموز و نکات کوئی اُن سے پوچھے بزرگوں کے ملفوظات انہیں ازبر ہیں. مسائل و عقائد پر برصغیر پاک و ہند میں چھپنے والی کوئی کتاب مشکل سے ایسی ہو گی جو اُن کی نظر سے نہ گزری ہو. کتب کے مآخذ اور حوالہ جات کے سلسلے میں وہ چلتی پھرتی انسائیکلوپیڈیا ہیں. پیرانِ طریقت اور مشائخ تو اپنی روحانی نسبتوں کی وجہ سے مرجع خلائق ہوتے ہیں حکیم صاحب اپنے علم و فضل کی وجہ سے اہلِ علم کا مرکز و منبع ہیں جہاں تشنگانِ علم بڑی عقیدت سے آتے ہیں حکیم صاحب علم کی پیاس بھی بجھاتے ہیں اور چائے پانی سے آنیوالے کی تواضع بھی کرتے ہیں یہاں آ کر علم کے جویا ایک طرح کا سکون پاتے ہیں گویا حکیم صاحب کا مطب، مطب ہی نہیں اہلِ علم کا تکیہ بھی ہے حکیم صاحب خاموش طبع اور گوشہ گیر لوگوں میں سے ہیں. نام و نمود سے انہیں دُور کا بھی واسطہ نہیں وہ علم کی خدمت بھی محض علمی ذوق کے تحت کرتے ہیں۔" [۲۲]

میاں محمد شفیع (م ش)

جناب میاں محمد شفیع صاحب (م ش) نے راقم کے والدِ مکرم سید نور محمد قادری زاد لطفہٗ سے دریافت کیا کہ جب آپ لاہور آتے ہیں تو کہاں ٹھہرتے ہیں. جواب میں والد صاحب نے "حکیم محمد موسیٰ امرتسری دام ظلہٗ" کا نام لیا تو محمد شفیع صاحب (م ش) نے تحریر کیا:

"آپ نے حضرت حکیم محمد موسیٰ مدظلہٗ کو خوب پہچانا ہے کیوں نہ ہو ولی را ولی می شناسد" قبلہ حکیم صاحب دین کے اس دور میں ایک ستون ہیں۔" [۲۳]

علاّمہ اقبال احمد فاروقی

"حکیم محمد موسیٰ صاحب قبلہ پر آپ نے مقالہ لکھنے کا عزم فرما کر بڑا اہم کام کرنے کا اعلان فرمایا

---

[۲۲] وادیٔ جمنا سے وادیٔ ہکڑہ تک. تالیف سید مسعود حسن شہاب دہلوی مطبوعہ بہاولپور ۱۹۸۶ء

[۲۳] مکتوب محمد شفیع (م ش) بنام سید نور محمد قادری محررہ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۶ء

ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدمی سے کام کرنے کا موقع دے۔ اُن کی مجالس ان کی گفتگو اُنکے احباب کے ساتھ معاملات، اُن کی علمی کاوشیں خصوصاً ان کا اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں جو کردار ہے اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے پھر آپ کو ان کے ساتھ رہنے کو کئی سال کی ..... رفاقت میسّر آئی آپ نے انہیں قریب سے دیکھا۔ ان شاء اللہ آپ بڑی خوبی سے اس کام کو سر انجام دیں گے۔

مَیں واقعی ۱۹۵۴ء سے اُن کے نیاز مندوں میں ہوں وہ ان دنوں رام گلی میں طبابت کیا کرتے تھے مجھے ان پر بہت کچھ لکھنا چاہیئے "تذکرہ علما، اہل سنت لاہور میں احباب کے باب میں مجھے اُن کی زندگی پر چند سطریں لکھنے کا موقع ملا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس تذکرہ کو لکھانے کی تحریک حکیم محمد موسیٰ صاحب کی علم دوستی کا نتیجہ تھی" ۲۴

ڈاکٹر محمد ایوب قادری (کراچی)

سراپا خلوص وکرم مخدوم و محترم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی ذات برصغیر پاک وہند کے علمی و ادبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے حکیم صاحب کا مولد و منشا امرتسر ہے قیام پاکستان کے بعد وہ لاہور میں سکونت پذیر ہوئے عربی و فارسی السنہ و علوم کی باقاعدہ تحصیل کی ہے طب اُن کا خاندانی پیشہ ہے۔ حکیم صاحب نہایت وسیع اخلاق، مہمان نواز، علم و ادب کے شیدائی، معارف پرور، پرانی قدروں کے محافظ، مجموعہ اخلاق و ادب ہیں۔

اُن کا مطب طبی مرکز سے زیادہ علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کا مرکز ہے حکیم صاحب ایک نہایت ہی قیمتی کتب خانے کے مالک ہیں صاحب تصنیف ہیں۔ ۲۵

---

۲۴ مکتوب علامہ اقبال احمد فاروقی بنام سید محمد عبداللہ قادری محررہ ۳ جولائی ۱۹۸۶ء

۲۵ سہ ماہی العلم کراچی مضمون ڈاکٹر محمد ایوب قادری جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

محسن ملّت محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی اہل سنت کی آبرو اور اہل سنت کا ایک عظیم سرمایہ ہیں ۔ آپ کا اہم علمی اور اعتقادی کارنامہ مرکزی مجلس رضا' لاہور کا قیام ہے جس کی وجہ سے پاک و ہند کی علمی فضائیں امام احمد رضا کے ذکر و اذکار سے گونجنے لگیں. تاریکیاں چھٹنے لگیں. روشنیاں پھیلنے لگیں ۔ امام احمد رضا کے یوم منائے جانے لگے ۔ مجالس مذاکرہ منعقد ہونے لگیں ۔ پاک و ہند ، یورپ و امریکہ اور افریقہ کی جامعات میں ریسرچ ہونے لگی ۔ عالمی اور علاقائی سطح پر مقالہ نگاری کے مقابلے ہونے لگے مجلس رضا کی شاخیں ملک و بیرون ملک پھیلنے لگیں ۔ نئے نئے علمی ادارے اور مکتبے قائم ہونے لگے ۔ اہل سنت کی کتابیں اس طرح مارکیٹ میں آنے لگیں بقول ماہر تعلیم سید الطاف علی بریلوی مرحوم جیسے بارش ہو رہی ہو ۔ بلاشبہ حکیم صاحب ابر بہاراں کر اہل سنت کی فضا پر چھا گئے اور اہل سنت میں حیرت انگیز بیداری پیدا کی ۔ کوئی داد دے یا نہ دے وہ ہزار و تحسین سے بے نیاز ہیں ۔ ان کا عظیم کام ہی بجائے خود اللہ کا بڑا انعام ہے. اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ قائم و دائم رکھے ۔ آمین !

۱۹۷۰ء تک راقم کو لکھتے ہوئے چودہ سال ہو چکے تھے ۔ راقم کے تحقیقی مضامین پاک و ہند کے علمی جرائد میں شائع ہو رہے تھے لیکن سنہ مذکور میں محترم حکیم صاحب مدظلہ' اور مکرمی مولانا محمد عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری (لاہور) نے راقم کو امام احمد رضا کی طرف متوجہ کیا ۔ یہ توجہ راقم کی علمی زندگی میں ایک موڑ ثابت ہوئی ۔ آج سولہ برس ہو گئے راقم کا مرکزی موضوع تحقیق امام احمد رضا ہی ہے ۔ سچ ہے ع مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق ۔ قبلہ حکیم صاحب کی ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی سے پاک و ہند میں نہ معلوم کتنے قلمکار پیدا ہوئے ۔ انہوں نے ایک ایسا چراغ روشن کیا جسکی روشنی سے نہ صرف پاک و ہند بلکہ دوسرے ممالک بھی جگمگانے لگے ۔ یہ روشنی بڑھتی ہی جاتی ہے دشمن بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنا نور پھیلا کر ہی رہے گا ۔ [۲۶]

---

[۲۶] مکتوب ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بنام سید محمد عبد اللہ قادری محررہ ۴ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

عبد الحکیم شرف قادری

۴۸۶/۹۲

۲۳ - ۹ - ۸۶

محترم و مکرم سید محمد عبد اللہ صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی محسن اہل سنت ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے بے شک ان کی ہستی مُغتنماتِ زمانہ میں سے ہے۔

آج سے بیس سال پہلے کی طرف نظر دوڑائیں آپ کو قلم و قرطاس سے تعلق رکھنے والا کوئی صاحب علم دُور دُور تک دکھائی نہیں دے گا۔ عجیب جمود اور تعطل کا عالم طاری تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ اہل سنّت و جماعت کو اپنے ماضی سے دلچسپی ہے اور نہ ہی مستقبل کی فکر ہے ایسے میں حکیم اہل سنّت دام ظلہ نے مجلس رضا کی داغ بیل ڈالی مجلس کی بنیاد کیا رکھی کہ لکھنے اور پڑھنے والوں کو ایک بہترین پلیٹ فارم مہیا کر دیا۔ میں یہ بات کہتے ہیں باک محسوس نہیں کرتا کہ آج آپ کو سنی لٹریچر کی جو بہار نظر آرہی ہے اور آپ اہل قلم کی ایک کھیپ مصروف جد و جہد دیکھ رہے ہیں یہ حکیم صاحب قبلہ کے خون پسینے کی کمائی کا نتیجہ ہے' انہوں نے اپنی جماعت کو لکھنے اور پڑھنے کا شعور بخشا۔ قلم و قرطاس کی اہمیت کا احساس دلایا اور ایک ایسی تحریک عطا کی ہے کہ اس کے اثرات اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دن بدن بڑھتے ہی جائیں گے'

دین و مسلک کے لئے انہوں نے جو عظیم قربانی دی ہے آپ اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتے انہوں نے اپنا سرمایہ' کاروبار' عمر عزیز اور صحت تک دین کیلئے قربان کردی، حکیم صاحب خود صاحب طرز ادیب' مایۂ ناز محقق' بے مثال مؤرخ' باوقار نقاد اور معلومات کا انسائیکلوپیڈیا ہیں کشف المحجوب' مکتوبات امام ربانی' الطاف القدس' تذکرہ اکابر اہل سنّت وغیرہ کتب پر ان کے گراں قدر مقدمے تحقیق اور جستجو کے شاہکار ہیں جن پر اہل علم نے انہیں بجا طور پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ مجلس رضا کی طرف سے علمی تحقیقی اور متین لٹریچر پیش کر کے انہوں نے فکر و نظر کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ آج ایک دنیا ان کی خدمات کو

تحسین اور ستائش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

موجودہ قدر ناشناس بلکہ حوصلہ شکن ماحول میں حکیم صاحب کی ذات اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، علم و قلم کی آبرو کی لاج جس طرح انہوں نے رکھی ہے وہ انہیں کا حصّہ ہے مجھے وہ مخلص قلم کار نہیں بھولتا جو معاوضے کی طلب کئے بغیر مسلسل لکھے جا رہا تھا، گردشِ زمانہ دیکھئے وہ قرضوں کے بوجھ تلے بُری طرح دب گیا اور قرض خواہوں کے تقاضوں نے اس کا ناک میں دم کر دیا، اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر کامیابی نہ ہوئی، اس نے حکیم صاحب کو درد بھرا خط لکھا اور اس میں یہاں تک لکھا کہ میں سوچ رہا ہوں کہ خودکشی کر لوں حکیم صاحب نے کچھ اپنے پاس سے اور کچھ اپنے مخلصین کے تعاون سے سیکڑوں روپے جمع کر کے اسے بھجوا دئے اور اس طرح ایک قیمتی قلم کو موت کی وادی میں جانے سے بچا لیا۔

اخلاص کا یہ عالم ہے کہ ہر ماہ سیکڑوں روپے اپنی گرہ سے مجلس رضا پر خرچ کرتے رہے ہیں۔ مجلس کی ایک پائی بھی اپنی ذات پر خرچ کرنے کے روادار نہیں ہیں آج سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری وفات پر مجلس رضا کے فنڈ سے کچھ خرچ نہ کیا جائے بلکہ اگر تجہیز و تکفین کے لئے ضرورت پڑے تو میری کتابیں فروخت کر کے کام چلایا جائے، غرض یہ کہ قومی فنڈ سے اپنی ذات کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بالکل الگ تھلگ رکھا اور ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا۔

آپ کی فرمائش پر یہ چند کلمات تحریر کر رہا ہوں، یہ تحریر قطعاً نامکمل ہے۔ حکیم صاحب کی شخصیت پر ایک تفصیلی مقالہ لکھنا میرے ذمہ قرض ہے مولائے کریم جلّ مجدہٗ مجھے اس قرض کی ادائی کی توفیق عطا فرمائے۔ [۲۷]

والسلام

محمد عبدالحکیم شرف قادری

---

[۲۷] مکتوب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری بنام سید محمد عبداللہ قادری محررہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء

حوالہ نمبر ۸۶/۹۲ تاریخ 3-9-86ء
۲۷ [illegible]

محترم و مکرم سید محمد عبد الرشید صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی محسن اہل سنت ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر بسلامت رکھے ان کی ہستی مغتنمات زمانہ میں سے ہے

آج سے بیس سال پہلے نظر دوڑائیں آپ کو قلم و قرطاس سے تعلق رکھنے والا کوئی صاحب علم دور دور تک دکھائی نہیں دے گا، عجیب جمود اور تعطل کا عالم طاری تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ اہل سنت و جماعت کو اپنے ماضی سے دلچسپی ہے اور نہ ہی مستقبل کی فکر ہے ایسے میں حکیم اہل سنت دام ظلہ نے مجلس رضا کی داغ بیل ڈالی، مجلس کی بنیاد کیا رکھی کہ لکھنے اور پڑھنے والوں کو ایک بہترین پلیٹ فارم مہیا کر دیا ___ میں یہ بات کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا کہ آج آپ کو سنی لٹریچر کی جو بہار نظر آ رہی ہے اور آپ اہل قلم کی ایک کھیپ [illegible] مصروف جد و جہد دیکھ رہے ہیں یہ حکیم صاحب قبلہ کے خون پسینے کی کمائی کا نتیجہ ہے، انہوں نے اپنی جماعت کو لکھنے اور پڑھنے کا شعور بخشا، انہی نے قلم و قرطاس کی اہمیت کا احساس دلایا ہے، اور ایک ایسی تحریک چلائی ہے

تاریخ ...

حوالہ نمبر

کہ اس کے اثرات اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دن بدن بڑھتے ہی جائیں گے۔ دین و مسلک کے لئے انہوں نے جو عظیم قربانی دی ہے آج اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، انہوں نے اپنا سرمایہ، کاروبار، عمر عزیز اور صحت تک دین کے لئے قربان کردی، حکیم صاحب خود صاحب طرز ادیب، مایہ ناز محقق، بے مثال مورخ، باوقار نقاد اور معلومات کا انسائیکلوپیڈیا ہیں، کشف المحجوب، مکتوبات امام ربانی، الطاف القدس، تذکرہ اکابر اہل سنت وغیرہ کتب پر ان کے گراں قدر مقدمے تحقیق اور جستجو کے شاہکار ہیں جن پر اہل علم نے انہیں بجا طور پر خراج تحسین پیش کیا ہے، اس کے علاوہ مجلس رضا کی طرف سے علمی، تحقیقی اور متین لٹریچر پیش کر کے انہوں نے فکر و نظر کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیا ہے، آج ایک دنیا ان کی خدمات کو تحسین اور ستائش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

موجودہ قدر ناشناس بلکہ حوصلہ شکن ماحول میں حکیم صاحب کی ذات اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، علم و قلم کی آبرو کی لاج جس طرح انہوں نے رکھی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے، مجھے وہ مخلص قلم کار نہیں بھولتا جو معاوضے کی طلب کے بغیر مسلسل لکھے جا رہا تھا، گردش زمانہ دیکھئے وہ قرضوں کے بوجھ تلے بری طرح دب گیا اور قرض خواہوں کے تقاضوں نے اس کا ناک میں دم کر دیا، اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر کامیابی نہ ہوئی، اس نے حکیم صاحب

حوالہ نمبر ــــــ تاریخ ــــــ

کو ادھر ادھر خط لکھا اور اس میں یہاں تک لکھا کہ میں سوچ رہا ہوں کہ خودکشی کر لوں
حکیم صاحب نے کچھ اپنے پاس سے اور کچھ اپنے مخلصین کے تعاون سے سینکڑوں روپے
جمع کر کے اسے بھجوا دیئے اور اس طرح ایک قیمتی قلم کو موت کی وادی میں جانے
سے بچا لیا۔

اخلاص کا یہ عالم ہے کہ ہر ماہ سینکڑوں روپے اپنی گرہ سے دارالشفا
پر خرچ کرتے رہتے ہیں، مگر اس کی ایک پائی بھی اپنی ذات پر خرچ کرنے کے روادار
نہیں ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری وفات پر دارالشفا
کے فنڈ سے قطعاً کچھ خرچ نہ کیا جائے، بلکہ اگر میری تجہیز و تکفین کے لئے ضرورت
ہو تو میری کتابیں فروخت کر کے کام چلا لیا جائے، غرض یہ کہ قومی فنڈ سے
اپنی ذات کو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بالکل الگ تھلگ
رکھا اور ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا

آپ کی فرمائش پر یہ چند کلمات تحریر کر رہا ہوں، یہ تحریر قطعاً نامکمل
ہے، حکیم صاحب کی شخصیت پر ایک تفصیلی مقالہ لکھنا میرے ذمہ قرض ہے۔
مولائے کریم جل مجدہ مجھے اس قرض کی ادائی کی توفیق عطا فرمائے

والسلام
محمد عبد الحکیم شرف قادری ۱۱

جناب ظہیر الدین قادری، کان پور

رفیع الدرجت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرت سری دامت فیوضہم سے لاہور میں شرف نیاز حاصل ہوا حکیم صاحب بلا مبالغہ ملّت و سنّت کے معمارِ اعظم ہیں لاہور میں سیکڑوں کتب خانے سنی ادارے حکیم صاحب کے مرہونِ منت ہیں۔ ممتاز علمائے اہل سنت کی ہزاروں تصانیف حکیم صاحب ہی کی کوشش و کاوش کا ثمرہ ہیں لاہور ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ملّت و سُنّیت کے اتحاد و تنظیم کے قائد و علمبردار حکیم صاحب ہی ہیں۔

حکیم صاحب کی بے لوث خدمات دینیہ کے سبھی معترف ہیں، 'استقامت' کے تعلق سے انتہائی جذباتی انداز سے حکیم صاحب نے مجھے گلے لگایا اور کثیر دعاؤں سے نوازا نیز نقدِ عطیہ" استقامت" کو مرحمت کیا اور قیمتی مشورے بھی دیئے۔ مختلف حالات و معاملات پر تبادلہ خیال ہوا۔ ۲۸

جناب حکیم محمد خلیل احمد قادری (علی گڑھ)

جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب مدظلہم العالیٰ، اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو بے نقاب کرنے والے اور جہان کو اُن کی عظمت کی طرف چشمِ حیرت کے ساتھ موڑنے والے ہیں، دُنیائے سنیت پر اُن کا ایسا احسان ہے جس کی جزا دینے کے تصوّر سے ہم سب اپنی عاجزی اور مجبوری کے احساس پر شرمندہ ہیں، انہیں کی ذات ہے جس نے کمالِ تدبّر، تفکر، حسنِ تدبیر و عمل اور مسلسل بیکراں جدّوجُہد اور والہانہ کارناموں عزم و استقامت کی جو مثال قائم کی ہے وہی اُن کی حیاتِ مبارکہ کے دوام و ثبات کی ضامن ہے۔ مولیٰ تعالےٰ اُن کے سایہ کو ہم سب پر بہت دنوں تک قائم رکھے آمین ثم آمین۔ ۲۹

---

۲۸ ماہنامہ استقامت کانپور انڈیا ـ مدیر ظہیر الدین قادری ـ اکتوبر ۱۹۸۱ء

۲۹ مکتوب حکیم محمد خلیل احمد قادری بیت النور علی گڑھ بنام ظہور الدین خاں محررہ اگست ۱۹۸۱ء

محمد اعظم منوّر رقم جانشین حضرت پرویں رقم

محترم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کا بچپن اور جوانی کیسے اور کن مصروفیات میں گذری بندہ اس سے آشنا نہیں مگر جہاں تک آپ کے موجودہ دور کا تعلق ہے میرا ان سے واسطہ بسلسلہ کتابت عرصہ دراز سے ہے۔ میں کوئی شاعر، ادیب یا مصنف نہیں جو لفاظی کا جادو جگا سکوں ایک معمولی کاتب ہوں اپنے جذبات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

حکیم صاحب نے "مجلس رضا" کے نام سے ایک مجلس قائم کی جس کا مقصد حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی تعلیمات اور دینی خدمات سے اہل پاکستان کو روشناس کروانا تھا کیونکہ یہاں کے لوگ آپ کو محض ہندوستان کا ایک بڑا مولوی سمجھتے تھے۔ چنانچہ حکیم صاحب نے "مجلس رضا" کی کتب کی کتابت کے سلسلے میں مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے قبل میں موصوف کو جانتا تک نہ تھا۔ میں جب کبھی کتابت شدہ مواد حکیم صاحب کو دینے جاتا تو آپ کے مطب پر لوگوں کا بے پناہ ہجوم دیکھتا۔ ان میں سے کچھ اپنی تصنیف کردہ کتابوں کے دیباچے اور مقدمے لکھوانے والے ہوتے کچھ مریض بغرض علاج آتے جبکہ ایک کثیر تعداد محض حکیم صاحب کی زیارت کے لئے آتی۔

حکیم صاحب نے "مجلس رضا" کے توسط سے حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے متعلق چھوٹے چھوٹے کتابچے اور ضخیم کتابیں طبع کروا کر پورے ملک میں پھیلا دیں جن سے اہلِ پاکستان کو اس حقیقت سے آگاہی ہوئی کہ مولانا احمد رضا خاں محض ایک مولوی نہیں بلکہ وہ ایک امام کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس روشناسی کا سہرا صرف اور صرف حکیم صاحب کے سر ہے۔

حکیم صاحب بے شمار خوبیوں کے حامل ہیں آپ بے مثال طبیب اور بہترین مصنف ہیں موصوف نہایت خوش طبع، خوش وضع، خوش اخلاق، خوش گفتار، خوش مزاج اور نہایت ملنسار ہیں۔ خدمتِ دین کا جذبہ سدا آپ کے دل میں موجزن رہتا ہے۔ مختصر یہ کہ حکیم صاحب کی خوبیاں گنوانا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے اگر میں حکیم صاحب کو

محسنِ اہلسنّت کہوں تو مبالغہ نہ جانئے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی عمرِ شریف میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو مزید ہمت بخشے تاکہ آپ دین کی خدمت کرتے رہیں۔

دُعاگو

ناچیز محمد اعظم عفی عنہ

مورّخِ لاہور میاں محمد دین کلیم قادری مرحوم و مغفور

"الحاج حکیم محمد موسیٰ امرت سری

چمن زارِ اسلام کے گُلِ سرسبد

اس دنیائے بے ثبات میں ہر قسم کے انسان بستے ہیں کچھ ایسے افراد ہیں جن کا دنیا میں آنے کا صرف یہ مشن ہے کہ وہ ہر جائز و ناجائز طریقہ سے دولت حاصل کریں اور گنج قارون کے وارث بن کر اِس دنیا سے کوچ کر جائیں۔ ایسے کروڑوں بلکہ اربوں انسان راہی ملک عدم ہو چکے ہیں مگر کوئی شخص بھی اِن کے نام تک کو نہیں جانتا۔ پھر ایسے حضرات بھی ہوتے ہیں جو اس دنیائے فانی میں ایسے کام سرانجام دیتے ہیں جو علم و ادب سے متعلق ہوتے ہیں مگر ان میں مذہب کا عنصر بالکل نہیں ہوتا یہ لوگ بھی بے حد مصروف زندگی گزار جاتے ہیں' ان کے علاوہ کچھ اصحاب علم و فضل ایسے بھی ہوتے ہیں جو خداوند بزرگ و برتر و اعلیٰ اور نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) سے لَو لگا لیتے ہیں اور اُن کے احکام کی اطاعت کرنے میں اپنی تمام زندگی بسر کر دیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں اور انہیں کو بقائے دوام کے دربار میں زرّیں کرسی عطا کی جاتی ہے جہاں وہ خوش و خرم رہتے ہیں یہ لوگ جیتے ہیں تو دوسروں کے لئے اور کام کرتے ہیں تو خدا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کو خوش کرنے کیلئے اُن ہی لوگوں میں ہمارے کرم فرما بزرگ الحاج حکیم محمد موسیٰ چشتی نظامی فخری امرت سری بانی مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور ہیں جو حقیقی معنوں میں درویش منش نیک سیرت اور عاشق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں جنہوں نے انتہائی خاموشی سے وہ کام سرانجام دیئے ہیں جو اس دَور میں کسی سے ممکن نہیں وہ چمن زار اسلام کے گلِ سرسبد ہیں عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں ہر کسی کی کڑوی کڑوی باتیں سنتے ہیں مگر اپنے مشن کی تکمیل میں دن رات ایک کرتے ہیں گفتگو نہایت تحمل سے کرتے ہیں میرے آپ سے تقریباً ۲۵ سال سے زائد عرصہ سے تعلقات ہیں ان ایّام میں ہم کئی دفعہ ایک دوسرے کے خیالات و

نظریات سے بحث کرتے رہے ہیں کئی بار ناراض بھی ہوئے مگر آپ نے کبھی بھی ناراضی و خفگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ نہایت بُردباری سے میری باتیں سنیں اور ان میں اصلاح کی کوشش کی مزید برآں اُن ایام میں راقم الحروف آپ سے روزانہ ملاقات کے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کی تحریروں میں حوالہ کا عنصر غالب ہوتا ہے آپ کی کئی ایک تصانیف ہیں:۔

(۱) اطبا عہد مغلیہ سے دورِ حاضر تک

(۲) مورخین کشمیر

(۳) اذکار جمیل

(۴) آپ بیتی

(۵) تذکرہ مولانا غلام محمد ترنم وغیرہ

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری (رحمۃ اللہ علیہ) کی معرکۃ الآرا تصنیف "کشف المحجوب" کا جب اردو ترجمہ حضرت سید ابوالحسنات قادری لاہوری نے کیا تو آپ نے اس کا مقدمہ لکھا جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے بے مثال ہے پھر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے "مکتوبات" کا اردو ترجمہ جب مولوی محمد سعید احمد نقشبندی خطیب داتا دربار لاہور نے کیا تو اس پر بھی ایک مبسوط مقدمہ لکھا آپ کے دونوں مقدمے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں اور تاحیات آپ کا نام زندہ رہے گا جس سے کہا جاتا ہے کہ مزار پُرانوار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہوری پر چوبیس گھنٹوں میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہوتا کہ وہاں زائرین نہ ہوں اسی طرح آپکے مطب میں بھی صبح آٹھ بجے سے رات آٹھ بجے تک ہر وقت پاکستان کے کونے کونے سے ذی علم حضرات، صوفیائے عظام۔ شاعر۔ ادیب۔ مورخ۔ مشائخ۔ درویش۔ مبتدی غرض کہ ہر قسم کے لوگ اپنی اپنی حاجت روائی کے لئے آتے ہیں اور اپنے مسائل و مشکلات حل کرواتے ہیں۔ مزید برآں بیرون ملک بھی آپ کثرت سے مراسلات کے جوابات دیتے ہیں۔
آپ کا سب سے بڑا کارنامہ "مرکزی مجلس رضا لاہور" کا قیام ہے جو ۱۹۶۸ء میں قائم کی

گئی تھی آج تک تقریباً اسی کے قریب بیش قیمت کتب شائع ہو چکی ہیں اور مفت تقسیم ہو رہی ہیں تقریباً کئی لاکھ کتابیں اور رسائل ہیں جن پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں، آپ کا یہ کارنامہ برصغیر پاک و ہند میں ایک نمایاں حیثیت کا حامل ہے اس سلسلے میں آپ نے بے پناہ تکالیف برداشت کیں مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کی بینائی کافی حد تک کمزور ہو چکی ہے، دس بارہ روز ہوئے آپ کی ایک آنکھ کا آپریشن ہو گیا ہے جو اللہ کریم کی مہربانی سے درست ثابت ہوا اور اب آپ پھر ایک نئے ولولے سے اس میدان میں داخل ہوں گے۔ پاکستان بھر میں آپ کے کتب خانہ کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ بغرض کہ آپ کی علمی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ مہمان نوازی اور تواضع آپ پر ختم ہے یعنی آپ حاتم ثانی ہیں"۔ [۳۵]

حکیم صاحب موصوف اور راقم الحروف

ستمبر ۱۹۸۱ء تا نومبر ۱۹۸۳ء راقم الحروف (سید محمد عبداللہ قادری) کو حکیم صاحب زید مجدہٗ کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا۔ اس قربت سے واضح ہوا کہ حکیم صاحب ایک عظیم شخصیت کے مالک ہیں ان جیسے لوگ ہزاروں سال بعد پیدا ہوتے ہیں جن کے متعلق حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ (مرید خاص غوث زماں حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہٗ م ۱۹۱۹ء آوان شریف ضلع گجرات) فرماتے ہیں۔

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں (اقبال)

۳۵۔ مکتوب میاں محمد دین کلیم قادری بنام سید محمد عبداللہ قادری (راقم الحروف) محررہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء

۔ حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہٗ سے متعلق مزید معلومات کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

- مقاماتِ محمود تالیف نواب معشوق یار جنگ بہادر مطبوعہ لاہور ۱۹ء
- قطب العارفین (حضرت قاضی سلطان محمود) از سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء
- حضرت قاضی سلطان محمود (مشائخ نمبر) مضمون سید نور محمد قادری ہفت روزہ الہام بہاولپور ۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء
- حضرت قاضی سلطان محمود قادری مضمون سید محمد عبداللہ قادری۔ ماہنامہ "المعین" ساہیوال دسمبر ۱۹۸۳ء

۲ نومبر ۱۹۸۳ء کو جب میں لاہور چھوڑ کر واہ کینٹ آنے لگا تو حکیم صاحب سے آٹوگراف کے لئے کہا تو انہوں نے حسب ذیل شعر لکھ دیا۔

گرفتم نکتہ فقر از نیاگاں
زِ سُلطاں بے نیازی ہائے من بیں

راقم کو ایک (تحریری) نصیحت کی جو حسب ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

میں (محمد موسیٰ) عزیز القدر برخوردار سید محمد عبداللہ قادری صاحب خلف الرشید مخدومی سید نور محمد قادری مدظلہ العالی ساکن چک نمبر ۱۰ شمالی ضلع گجرات (پاکستان) کو حسب ذیل نصائح بطور تحفہ پیش کرتا ہوں۔

○ سیادت کا جو شرف و مجد اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے اس کے شکر کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ سے ہمیشہ اعمال صالحہ و افعالِ حسنہ کا صدور رہو۔

○ مسائل دینیہ میں حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی اور امام احمد رضا بریلوی (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے متبع رہیں۔

○ کتبِ تصوف میں سے کشف المحجوب کو حرزِ جاں بنائیں۔

درازیِ عمر کی دعا کے ساتھ

محمد موسیٰ عفی عنہ

۲ نومبر ۱۹۸۳ء ۵۵ ریلوے روڈ لاہور۔

حکیم صاحب کی یادداشتوں کی بیاض کی پیشانی پر ایک شعر درج ہے جو ذیل میں درج ہے :۔

وَلَا اَحَدٌ اِنْ مُّتُّ یَبْکِیْ لِمَیْتَتِیْ
سِوٰی مَجْلِسِیْ فِی الطِّبِّ وَالْکُتُبِ بَاکِیًا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

تنظیم محمدی لاہور

اعترافِ خدمت

محسنوں کے خلوص و ایثار اور اعترافِ عظمت و فن کے طور پر اُنہیں ہدیۂ تبریک پیش کرنا زندہ قوموں کا شعار ہے۔ اِسی غرض سے بانی "مجلسِ رضا" حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء کی ایک شام "الحمراہال" لاہور میں تنظیم محمدی کشمیری بازار کی جانب سے ایک پُروقار محفل نعت شریف کا اہتمام کیا گیا جس میں کثیر التعداد علم دوست حضرات نے شرکت فرمائی۔

حکیم اہلسنّت کی تشریف آوری پر جملہ حاضرین نے کھڑے ہو کر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ دستار بندی کے ساتھ آپ کو ایک دیدہ زیب شیلڈ پیش کی گئی[1]۔ اس پر اعلیٰ حضرت کا کندہ شعر آپکی دین و ملّت کیلئے وقف زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔

عشقِ احمد میں جسے چاکِ گریباں دیکھا
گُل ہُوا صبح ہمیشہ اُسے خنداں دیکھا

حاضرین میں بڑے ذی علم حضرات بکثرت موجود تھے۔ فاضلِ محترم جناب حفیظ تائب نے آپکی خدمات پر ایک جامع مقالہ پڑھا حکیم صاحب بوجہ ناسازیٔ طبع زیادہ دیر رونق انجمن نہ رہ سکے۔

تنظیم کے سرپرستِ اعلیٰ حافظ محمد رمضان صاحب، جناب شیخ دوست محمد صاحب اور جملہ اراکین شایانِ شان تقریب منعقد کرنے پر مستحقِ مبارکباد اور قابل ستائش ہیں۔ یقیناً یہ اُن کی مثالی عالی ظرفی و بلند اخلاقی کا روشن ثبوت ہے۔

(تلخیص تحریر "سید سرفراز علی زیدی" ایم۔اے)

---

[1] اس کا عکس دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری
کی خدمت میں
بطور ہدیہ اعتراف خدمت
تنظیم محمدی لاہور

ناظم اعلیٰ
عجائب گھر لاہور
شارع قائد اعظم
لاہور۔

Phone : 322835
213815

مورخہ 14-10-86
چٹھی نمبر 3003/86-7

جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری،
ریلوے روڈ، لاہور۔

عنوان :- عطیہ مخطوطات۔

لاہور عجائب گھر کی انتظامیہ نے آپکے مخطوطات/قطعات بطورِ عطیہ قبول کر لیے ہیں۔ انتظامیہ آپ کے اس ایثار و قربانی کو بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ایک قومی ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے آپ کا یہ اقدام بلا شبہ قابلِ صد ستائش ہے۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی اسی طرح سرپرستی فرما کر اس ادارے کا مستقبل روشن تر بنائیں گے۔

مذکورہ مخطوطات/قطعات کا باقاعدہ طور پر اندراج کر لیا گیا ہے۔ جس کی فہرست کی ایک نقل مع اندراج نمبر ارسالِ خدمت ہے۔ متفرق اوراق جو کہ مختلف مخطوطات سے متعلق ہیں آپ کو واپس کیے جا رہے ہیں۔

لاہور عجائب گھر کی طرف سے آپ کا ایک بار پھر شکریہ۔

والسلام

انجم علی

(ڈاکٹر انجم رحمانی)
اسسٹنٹ ڈائریکٹر اینڈ کیوریٹر۔

عطیہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری برائے لاہور عجائب گھر۔

۱۔ دلائل الخیرات (عربی) = قلمی بخط نسخ، با جدول، متن کالی روشنائی سے، ۹ سطور فی صفحہ، سائز ۹×۵.۱۵سم۔ اللہ محمد وغیرہ الفاظ شنگرفی، ہر متن دوہری جدول سے مزین۔ زمانہ کتابت ۱۹ویں صدی۔ کاتب نامعلوم۔ اوراق ۱۳۵۔

159-96/MS-1033

اس نسخہ پر نوٹ از سید نور محمد قادری چک نمبر ۱۵ شمالی ضلع گجرات کے مطابق یہ نسخہ ان کے عم محترم حکیم سید ظہور اللہ شاہ ولد مولوی سید چراغ شاہ گجراتی ساکن سیالکوٹ کی کتابت ہے۔ صفحہ مرا معمولی لوح سے منقش ہے۔

۲۔ رسالہ زمرد اخضر و یاقوت احمر (قلمی) = تالیف حکیم عبدالعزیز پرھاروی چشتی نظامی المتوفی ۱۲۳۹ھ قصبہ پرھاں شریف متصل کوٹ ادو مرید و خلیفہ حافظ محمد جمال ملتانی المتوفی ۱۲۲۲ھ۔ کتابت ۱۲۱۷ھ۔ کاتب نظام الدین، تاریخ کتابت ۱۹ بھادوں ۱۹۱۲ سمت۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ متن کالی روشنائی سے، سرخیاں شنگرفی ہر صفحہ با جدول۔ اوراق ۷۵، تفصیل خصوصیات مشک و عنبر، زمرد و یاقوت وغیرہ۔ سائز ۲۳×۱۵سم۔ اوراق ۷۵۔

159-96/MS-1034

160-96/MS-1035

۳۔ زبدۃ القوانین (فارسی) = قلمی طب، بخط نستعلیق شکستہ مائل، سرخیاں شنگرفی، متن کالی روشنائی سے، ۱۴ سطور فی صفحہ کتابت ۱۲۳۶ھ۔ سائز ۲۷.۵×۱۷۔ تعداد اوراق ۱۱۱۔

161-96/MS-1036

۴۔ بیاض (قلمی) = متفرقات اردو فارسی وغیرہ ناقص الاول والآخر ورق ورق خط نستعلیق، متن کالی روشنائی سے دو کالمی، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم۔ ۲۰ویں صدی۔ اوراق ۸۹، سائز ۲۰×۱۳سم۔

162-96/MS-1037

۵۔ ڈائری = پیر مقدم دستگیر نامی محلہ چلہ بیبیاں، لاہور، چند اوراق لکھے گئے ہیں۔

163-96/MS-1038 (i)

۶۔ (الف) رسالہ فی آداب البحث (عربی) موضوع فلسفہ مصنفہ شمس الملۃ والدین محمد السمرقندی، بخط نسخ معمولی، ناقل صالح بن علی بن احمد لکھنوی، سطور فی صفحہ ۱۹، اوراق ۳۰، سال کتابت ۱۱۳۵ھ

(ii) (ب) حاشیہ علی المسعود الرومی من الآداب (عربی) = بخط نسخ، ناقل صالح بن احمد لکھنوی۔ سال کتابت ۱۱۳۷ھ۔ سطور فی صفحہ ۔۔ تعداد اوراق ۳۱ + ۱۱۲ تا ۱۱۲۔ سائز:

۱۱- (الف) مجربُ الشفاء = فارسی قلمی بخطِ نستعلیق معمولی ۲۲ سطور فی صفحہ سرخیاں شنگرفی متن کالی روشنائی سے - تاثر آب ، کرم خوردہ - تاریخ کتابت وکاتب نامعلوم - اوراق ۲۷ - سائز ۲۳ x ۱۲ سم -

(ب) بیاض شیخ ابن ریاض = فارسی قلمی طب خطِ نستعلیق ناقص ، بدل اوراق ۱۰۵ سطور فی صفحہ ۲۲ -

(ج) حیات القلوب = طب فارسی قلمی خطِ نستعلیق سطور فی صفحہ ۲۲ اوراق ۲۰ کاتب وتاریخ کتابت نامعلوم -

۱۲- العنبر بالمسک = عربی مؤلفہ عبدالعزیز بن احمد بردوی خطِ نسخ ۱۸ سطور فی صفحہ متن کالی روشنائی سے - کاتب نوراحمد بن میاں ریحا - تاریخ کتابت ~~۱۲۸۲~~ ۱۳۲۷ ھ - تعداد اوراق ۱۲ ، سائز ۲۵.۵ x ۱۶ سم -

۱۳- بیاض الادویہ = فارسی قلمی خطِ نستعلیق شکستہ مائل ، متن کالی روشنائی سے ، سرخیاں شنگرفی ناقص الآخر ، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم - اوراق ۸۱ ، سائز ۱۵ x ۲۵ سم -

۱۴- دیوان سعدی = فارسی قلمی خطِ نستعلیق ، متن کالی روشنائی سے ، ۱۵ سطور فی صفحہ ، ناقص الطرفین - متاثرہ آب ، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم - ورق ۱۶۱ ، سائز ۲۳.۵ x ۱۳.۵ سم -

۱۵- بھگوت گیتا = فارسی قلمی خطِ نستعلیق شکستہ ، متن کالی روشنائی سے ، ۱۶ سطور فی صفحہ ناقص الطرفین ، سائز ۲۳.۵ x ۱۴ سم -

۱۶- کتاب طب (نام نامعلوم) = فارسی قلمی خطِ شکستہ سرخیاں شنگرفی ، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم - متن کالی روشنائی سے ، ناقص الطرفین ، کرم خوردہ ، ۱۵ سطور فی صفحہ ، اوراق ۱۵۱ ، سائز ۲۰.۳ x ۱۲.۵ سم -

۱۷- رسالہ رد الضالین بدوع بعہ = عربی قلمی خطِ نسخ مصنف نور عالم ابن کریم بخش ابن نورالدین المتوطن قریہ کھائی متصل قصبہ امروہا - سن کتابت و تصنیف ۱۲۸۳ ھ ، بخطِ مصنف ، ۱۷ سطور فی صفحہ ۲۵ اوراق ، سائز ۲۱.۵ x ۱۴ سم -

عطیہ مخطوطات

لف ہذا فہرست لاہور کی معروف شخصیت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذاتی مخطوطات پر مشتمل ہے۔ موصوف نے یہ مخطوطات لاہور عجائب گھر کو بطور عطیہ پیش کیے ہیں۔ فہرست میں شامل مخطوطات کی تعداد ۲۲ ہے۔ جن میں ایک دلائل الخیرات، ایک بیاض، ایک ڈائری پیر غلام دستگیر نامی کے ... یا قیمتی ... طب کے موضوع پر ہیں۔ موضوع کے اعتبار سے یہ ایک قابل قدر مجموعہ ہے۔

۲)۔ فہرست میں دو قطعات بھی شامل ہیں جو لاہوری دبستان خط کے بانی عبدالمجید پرویں رقم کے خامۂ کار کا نتیجہ ہیں۔

۳)۔ ۶۔۱۵ عدد ازیں پانچ مختلف مخطوطات کے اوراق بھی اس عطیہ میں شامل ہیں جو فرسودہ اور منتشر ہیں۔

۴)۔ مذکورہ ۲۲ عدد مخطوطات اور دو قطعات بطور عطیہ منظور کر لیے جائیں۔ البتہ پانچ مختلف مخطوطات کے اوراق موصوف کو واپس کرنے کی تجویز دی جاتی ہے۔

51 X 186
اے۔ ڈی ایڈمن

ڈائریکٹر:

حسب سفارش منظور کیا جاتا ہے۔

19/10/86

No 2290
7-10-86

No OS 2324
Dated 12-10-86

ماخذ و مراجع

کُتب

۱۔ ازہر محمد حنیف
نائب غوث — مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ

۲۔ القادری سید محمد فاروق
فاضلِ بریلوی اور امورِ بدعت، مطبوعہ رضا پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۱ء

۳۔ اختر محمد عبد الحکیم خان شاہ جہان پوری
کلمۂ حق — مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

۴۔ تسبیحی ڈاکٹر محمد حسین
کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد یکم، مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۷ء

۵۔ شرافت شریف احمد نوشاہی
منتخب اعجاز التواریخ — مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۷۶ء

۶۔ شہاب سید مسعود حسن دہلوی
وادیٔ جمنا سے وادیٔ ہکڑہ تک — مطبوعہ بہاول پور ۱۹۸۶ء

۷۔ فضل پیر فضل حسین گجراتی
ڈونگھے پینڈے — مطبوعہ گجرات ۱۹۶۳ء

۸۔ قادری ڈاکٹر محمد ایوب
مولانا محمد احسن نانوتوی — مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء

۹۔ قادری سید نور محمد
اقبال کے دینی اور سیاسی افکار — مطبوعہ گجرات ۱۹۸۲ء

۱۰۔ قادری　سید ریاست علی
معارفِ رضا　مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء
۱۱۔ قصوری　محمد صادق
فدایانِ امیرِ ملت　مطبوعہ قصور ۱۹۸۱ء

"رسائل"

۱۔ ماہنامہ فیض الاسلام　راولپنڈی　جنوری ۱۹۶۵ء
۲۔ ماہنامہ فیض الاسلام　راولپنڈی　اپریل ۱۹۶۶ء
۳۔ ماہنامہ مہر و ماہ　لاہور　جولائی، اگست ۱۹۷۲ء
۴۔ ماہنامہ استقامت　کانپور (بھارت)　اگست ستمبر ۱۹۸۱ء
۵۔ سہ ماہی العلم　کراچی　جولائی۔ ستمبر ۱۹۷۱ء
۶۔ ہفت روزہ استقلال　لاہور　۲۴ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۸۲ء
۷۔ روزنامہ دی پاکستان ٹائمز　لاہور　۱۶ نومبر ۱۹۸۴ء

"مکتوبات"

۱۔ مکتوب　حکیم محمد موسیٰ امرتسری بنام سید نور محمد قادری　محررہ ۱۶ نومبر ۱۹۶۷ء
۲۔ 〃　〃　〃　محررہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء
۳۔ 〃　〃　〃　محررہ ۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء
۴۔ مکتوب　میاں محمد شفیع (م۔ش)　〃　محررہ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ء
۵۔ مکتوب　حکیم محمد خلیل احمد قادری علیگڑھ بنام ظہور الدین خاں　محررہ اگست ۱۹۸۶ء

۶۔ مکتوب شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسن بنام سید محمد عبداللہ قادری محررہ ۱۲ جون ۱۹۸۶ء

۷۔ " " علامہ اقبال احمد فاروقی " محررہ ۳ جولائی ۱۹۸۶ء

۸۔ " " میاں محمد دین کلیم قادری " محررہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء

۹۔ " " علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری " محررہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء

۱۰۔ " " ڈاکٹر محمد مسعود احمد " محررہ ۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء

۱۱۔ " " جناب حاجی محمد اعظم منور رقم محررہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۲ء

هو القادر
یارب بجمال نام عبدالقادر
یارب بنوال عام عبدالقادر
منگر بقصور و نقص ما یا قادر
بنگر بکمال تام عبدالقادر